بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

Digitized by Khilafat Library

بابت ماہِ رمضان ۱۳۵۹ھ مطابق ماہ نومبر ۱۹۴۰ء

ماہِ نبوت ۱۹ھش ۱۳

جلد ۳۹ عدد ۱۱

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:-

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے، اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیّہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونیکے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے، اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:-

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	پینتالیس روپے
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
ربع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۹ — ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۴۰ء — ع ۱۱

Digitized by Khilafat Library

فہرست مضامین

قرآن کریم کلام اللہ ہے	صہ ۲	نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن
جادۂ امن	صہ ۱۶	مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن
اچھوت اور ہندو دھرم	صہ ۲۵	مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل سنسکرت وعربی
اقتباسات	صہ ۳۹	

قرآن کریم کلام اللہ ہے

(از نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدر آباد دکن)

ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے، کہ وہ جو عقائد چاہے، اختیار کرے، لیکن جبتک وہ کسی خاص مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے، اس کو اس مذہب کے متفقہ اور مسلّمہ بنیادی عقائد و اصول کے خلاف کچھ لکھنے یا کہنے کا حق نہیں ہے۔ اگر وہ ایسا کریگا تو اس کا یہ فعل منافقانہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے ایک تو اس مذہب کے مخالفین کو تقویت پہونچے گی، اور دوسرے خود اس مذہب کے نوجوانوں اور کچے معلومات رکھنے والوں پر اس کا بُرا اثر پڑنے کا قوی بلکہ یقینی امکان و احتمال ہے۔

ان ہر دو قسم کے اندرونی و بیرونی مفاسد کی بناء پر کسی مذہب کے ماننے والے ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ کوئی شخص اپنے تئیں ان کے مذہب میں رہتا ہوا اس کے بنیادی عقائد و اصول کے خلاف اظہار خیال کرے۔ ہاں اس سے علیحدگی کا اعلان کرکے پھر جو چاہے کہے اور کرے، کسی کو اس سے تعرّض نہ ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library

لکھنؤ سے ایک ماہوار رسالہ "نگار" شائع ہوتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر نیاز فتحپوری بہت "آزاد خیال" واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے آج سے چند سال پیشتر اپنے رسالہ میں قرآن مجید اور اسلام کے بارے میں ایسے ملحدانہ خیالات کا اظہار کیا تھا، جو اسلامی تعلیمات کے صریح خلاف تھے۔ نیاز صاحب چونکہ اسلام کے مدعی ہیں۔ اس لئے جب انہوں نے اسلام کے متفقہ اور مسلّمہ عقائد کے خلاف اظہار رائے کیا، تو

اسلامی پریس میں ایک شور مچگیا۔ اس سے ڈر کر انہوں نے ایک توبہ نامہ شائع کیا، اور آئندہ کے لئے ایسے خیالات کے اظہار سے اجتناب کا وعدہ کیا۔ مگر یہ توبہ مستقل اور پائیدار ثابت نہ ہوئی۔ اور اب انہوں نے گذشتہ پانچ چھ ماہ سے پھر اپنی پرانی روش کا اعادہ شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ "نگار" بابت ماہ جون ۱۹۴۰ء میں انہوں نے لکھا، کہ:-

Digitized by Khilafat Library

"کلامِ مجید کو میں نہ کلام خداوندی سمجھتا ہوں، نہ الہامِ ربّانی، بلکہ ایک انسان کا کلام جانتا ہوں۔"

اور اپنے اس اجتہاد کی دلیل منجملہ دیگر دلائل کے ایک یہ دی، کہ:-

"کلام کا مفہوم اس وقت تک متعیّن نہیں ہو سکتا، جب تک نطق اس سے متعلّق نہ ہو۔ اور نطق نام ہے مخصوص عضلات کی حرکت کا۔ اس لئے اگر ہم خدا سے کسی کلام کو منسوب کرینگے تو اس کے معنی یہ ہیں، کہ خدا کے لئے نطق بھی لازم ہوگا جس کا تعلّق یکسر مادیات سے ہے۔"

اسی قسم کے اور بھی بہت سے دلائل قرآن کریم کے کلام خداوندی نہ ہونے پر دیئے ہیں، مگر باوجود اس کے آپ مسلمان ہونے کے مدّعی ہیں، اور اس وجہ سے مسلمان اخبارات ورسائل نے پھر ان کی خرافات کے خلاف آواز بلند کی ہے، اور ان کے مضمون پر تنقید کا سلسلہ شروع ہے۔

عالیجناب نواب اکبر یار جنگ بہادر نے گذشتہ ماہ جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن کے ایک جلسہ میں "نگار" کے اعتراضات کو مدّ نظر رکھکر قرآن کریم کے کلام خداوندی ہونے پر ایک نہایت پُر مغز تقریر ارشاد فرمائی، جس میں نیاز فتحپوری کے ردّ کے علاوہ عقلی ونقلی دلائل سے قرآنِ کریم کا کلام اللہ ہونا ثابت کیا۔ ہماری درخواست پر نواب صاحب موصوف نے یہ تقریر ارسال فرمائی ہے، جو شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

اخبارات میں نیاز فتحپوری ایڈیٹر "نگار" کی طرف یہ منسوب کیا گیا ہے، کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہے، اور دلیل اس کی یہ دی گئی ہے، کہ کلام حلق کے غدود و عروق اور عضلات کے ضربات اور حرکات سے پیدا ہوتا ہے، جو مادی چیزیں ہیں، اور خدا مادیات سے منزہ ہے، اس لئے خدا اس طرح کا کلام نہیں کر سکتا، جس طرح کا کلام قرآن پاک کو دوسرے مسلمان سمجھتے ہیں۔

مَیں حیران ہوں، کہ ایک مسلمان، مسلمان رہ کر اس قسم کی بات اپنے منہ سے نکال ہی کیوں کر سکتا ہے۔ اگر قرآن نعوذ باللہ من ذالک خدا کا کلام نہیں ہے، بلکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے، تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ فی نفسہ اسلام ایک ڈھونگ ہے جو انسان کی طرف سے بنا لیا گیا، اور محض افترا ہے، جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا، نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ اس قسم کی باتیں ہیں، جیسا کہ برہمو سماج کے لوگ بڑے اخلاق سے کہتے ہیں، کہ تمام انبیاء بڑے نیک اور مصلح تھے، لیکن انہوں نے جو کلام خدا کی طرف منسوب کیا ہے، وہ محض اس لئے کیا ہے، کہ لوگ اس سے متاثر ہوں، اور اس ہدایت پر عمل کریں، جو ان کی اصلاح کے لئے دی گئی۔

میری سمجھ میں نہیں آتا، کہ ایک شخص مسلمان رہکر قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کیسے کر سکتا ہے؟ اگر ایڈیٹر "نگار" کی یہ تحریر صحیح سمجھ لی جائے کہ کلام حلقوم کے عضلات و غدود کے ضربات و حرکات سے پیدا ہوتا ہے، تو پھر سمع و بصر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جملہ صفات الٰہی سے انکار کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ کل اور پرسوں جو تقریریں میں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر کی ہیں، ان میں مَیں یہی ظاہر کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں، کہ اللہ کی ذات سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا، جو غلطی پیدا ہوئی ہے، وہ صرف صفات کو نہ سمجھنے سے ہوئی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام صفات الٰہیہ کے اظہار کے لئے ہی آئے ہیں۔ اگر ایڈیٹر "نگار" نے صفات الٰہی کو سمجھا ہوتا تو انہیں قرآن پاک کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شک و شبہ پیدا نہ ہوتا۔

اوّل تو یہ دلیل ہی غلط ہے، کہ کلام حلقوم کے عضلات و ضربات سے پیدا ہوتا ہے۔ حلقوم کے عضلات و ضربات سے جو چیز پیدا ہوتی ہے، وہ صرف آواز ہے، اور جیسا کہ معمولی

مبتدی بھی جانتا ہے آواز مہمل بھی ہوتی ہے اور با معنے بھی، اور مجرد آواز کو کوئی شخص کلام نہیں کہہ سکتا، ممکن ہے آواز ذریعہ کلام قرار پائے، لیکن آواز خود کلام نہیں ہے۔ ایسی مثال اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ابھی موجود ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ٹیلیگراف و ہیلوگراف کے ذریعہ سے بغیر حلق یا حلق کے عضلات کی مدد کے بخوبی کلام ہو سکتا ہے۔ مولانائے روم فرماتے ہیں:۔

اے خدا بنمائے مارا آں مقام　　کاندروں بے حرف می روید کلام

اس امر کے متعلق کہ قرآن شریف کلامِ الٰہی ہے، دو طریقوں سے بحث کی جا سکتی ہے۔ ایک تو ان لوگوں کے اطمینان کے لئے جو مسلمان ہیں، اور مسلمانوں کے عقائد رکھتے ہیں۔ ان کے لئے تو خود قرآن مجید سے یہ دلائل دیئے جا سکتے ہیں، کہ قرآن مجید بجنسہٖ موجودہ شکل میں کلامِ الٰہی ہے۔ دوسرے دلائل ان لوگوں کے لئے ہو سکتے ہیں، جو اسلام کو تو نہیں مانتے، لیکن اِس کو مانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے انبیاء مبعوث ہوتے رہے اور ان پر کلامِ الٰہی نازل ہوتا رہا ہے۔

قرآن ایسی جامع اور پرحکمت کتاب ہے، کہ وہ ان تمام اعتراضوں کا جو اس پر ہو سکتے ہیں، یا کبھی کئے گئے تھے، خود جواب دیتی ہے، اور کسی حامی کی دلیل کی محتاج نہیں ہے۔ جو اعتراض اب فتنہ نگار کے نام سے ہمارے سامنے آیا ہے، اس کے جواب کے لئے چند آیات آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ یوں تو سارا قرآن مجید اس امر سے بھرا پڑا ہے کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے، صرف آپ کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے چند آیات کافی ہیں۔

اکیسویں پارہ کی سورۃ لقمان اس طرح شروع ہوتی ہے:۔

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ	یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں (جو اتاری گئی
الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً	ہیں) ہدایت اور رحمت کے طور پر اچھے کام
لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ	کرنیوالوں کے لئے۔ وہ لوگ جو نماز قائم کرتے
الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو خریدتے ہیں لغو بات تا وہ گمراہ کریں اللہ کے راستہ سے بغیر علم کے اور وہ ان آیتوں سے تمسخر کرتے ہیں۔ انہیں لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

Digitized by Khilafat Library

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے، کہ قرآن مجید کو کتاب حکیم کہا گیا ہے، اور انہی آیات میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جو ضلالت اور گمراہی پھیلانے کے لئے اور صرف اس لئے کہ ان کے اخباروں کے پرچے بک جایا کریں، بغیر علم کے مضحکہ کیا کرتے ہیں۔

دوسری سورۃ سجدہ کے ابتداء میں اس طرح فرمایا ہے۔

الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

اتارنا اس کتاب کا، اس میں کچھ شک نہیں، رب العالمین کی طرف سے ہے، کیا یہ لوگ کہتے ہیں، کہ اس نے اسے افترا کیا ہے۔ (نہیں) بلکہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈرا دے اس قوم کو جس کی طرف تجھ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

ان آیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ قرآن مجید کلام الہٰی ہے، اس کتاب کو رب العالمین نے نازل فرمایا ہے، اور اسے افترا کہنے والوں کو تہدید کی ہے۔

اس کے بعد سورۃ زمر کی پہلی دو آیات یہ ہیں:-

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۔

اتارنا اس کتاب کا اللہ کی طرف سے ہے جو غالب حکمت والا ہے۔ ہم نے اتاری ہے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ۔

ان آیات میں واضح طور پر قرآنِ پاک کو کتاب فرمایا ہے، اور فرمایا کہ اس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ کتاب حروف وکلمات سے خالی نہیں ہو سکتی۔ پس کتاب کے نازل کرنے کے یہ معنی ہیں، کہ وہ حروف اور کلمات جو اس کتاب میں ہیں، خدا کی طرف سے ہیں۔

اس کے بعد صرف ایک حوالہ دیدینا کافی ہے۔ اور وہ حٰمٓ سجدہ کی ابتدائی تین آیات ہیں،

حٰمٓ ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔

اتارنا ہے (اس کتاب کا) خدائے رحمٰن ورحیم کی طرف سے۔ یہ کتاب ہے کھولی گئی ہیں اسکی آیتیں، اس حال میں کہ قرآن عربی ہے اس قوم کیلئے جو جانتی ہے۔

پہلی آیات میں تو قرآن مجید کو کتاب کہا گیا ہے، اور ان آیات میں کتاب کی نسبت کہا گیا ہے، کہ اس میں آیات کی تفصیل ہے، اور فرمایا گیا ہے، قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا۔ عربی کہنے سے خود یہ پتہ چلتا ہے، کہ یہ کلام ہے۔ محض کسی مفہوم کو عربی یا اردو یا فارسی نہیں کہہ سکتے۔ آیاتِ مذکورہ میں قرآن پاک کو عربی کہکر ظاہر کردیا گیا ہے، کہ حروف وتلفظ کے ساتھ ہے۔ کیونکہ بغیر حروف اور تلفظ کے اس کو عربی یا فارسی نہیں کہا جا سکتا۔ اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے، کہ قرآن مجید کے تمام حروف الفاظ اور کلمات معہ حرکات کے بجنسہٖ خدا کی طرف سے نازل ہوئے اور وہی حرف بحرف ہم تک پہونچائے گئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

اس امر میں کسی معاند سے معاند شخص کو بھی انکار نہیں ہے، کہ جو قرآن اس وقت ہمارے پاس موجود ہے، یہی کلام رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم کو پہونچا، اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کلامِ الٰہی فرمایا ہے۔ چنانچہ سر ولیم میور جیسے معاند اسلام نے حضور کی سوانحعمری

میں اس کا اقرار کیا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی فرقہ بھی اس اصل سے انکار نہیں کرتا، بلکہ تمام فرقے اول سے لیکر آخر تک اس کے کلام الٰہی ہونے پر متفق ہیں۔

اور قرآن خود اس کو ثابت کرتا ہے، اور وہ اپنے کلام الٰہی ہونے میں کسی دوسرے کی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ قرآن نے خود یہ دعوے کیا ہے، کہ اگر لوگ اس کو خدا کا کلام نہیں سمجھتے، کسی انسان کا افترا سمجھتے ہیں، تو اس کی مثال لائیں۔ جیسے فرمایا، وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ۔ یعنے اگر تم اس کلام کی نسبت شک میں ہو جو ہم نے اپنے اس بندے پر نازل کیا، تو اس کی مثل ایک سورۃ تو بنا کر لاؤ، اور اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو، اگر تم سچے ہو، اور اگر ایسا نہ کر سکو، یعنے اس کی مثل کوئی سورۃ نہ لا سکو، اور ہرگز نہیں لا سکو گے، تو آگ کے عذاب سے ڈرو۔ اس طرح ملزم کیا ہے کہ جب سب انسان ملکر تم اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہو، تو پھر کیسے کہہ سکتے ہو، کہ یہ انسان کا کلام ہے۔ جب قوئی بشریہ اس کی مثل لانے سے عاجز ہیں، تو جان لو کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ یعنی اسی کا نازل کردہ کلام ہے۔ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ۔ اور قرآن نے جابجا اس امر کی تحدّی کی ہے، اور کہا ہے، کہ اگر جنّ اور انس بھی جمع ہوجائیں، تو بھی اس کی مثل نہیں لا سکتے۔ یہ تحدّی تیرہ سو برس سے موجود ہے۔ اور ابھی تک اس تحدّی کے خلاف کوئی شخص کھڑا نہیں ہو سکا۔ پہلے کچھ لوگوں نے اس کے متعلق کوششیں کیں، مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ ابو العلی معری اور دوسرے لوگوں نے بہت کچھ کوششیں کلامِ الٰہی کا جواب لکھنے کے متعلق کیں، مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

بعض لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے، کہ یہ کلام رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ کس کا کلام ہے، معمولی معیار یہی ہے، کہ اس کے دوسرے کلام سے اس کو ملا لیا جائے۔ اگر یہ کلام رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے، تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام اب بھی دنیا میں موجود ہے۔ اگرچہ احادیث کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے، کہ وہ باللفظ نہیں

تاہم اکثر خطبات باللفظ موجود ہیں۔ خصوصاً حجۃ الوداع کا خطبہ اور وہ تبلیغی خطوط جو شاہان عالم کو لکھے گئے اب بھی محفوظ ہیں، اب بھی جس کا جی چاہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کو قرآن پاک سے ملا کر دیکھ سکتا ہے اس سے معمولی عربی جاننے والا آدمی بھی بآسانی تمیز کرسکتا ہے کہ آیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا محفوظ کلام جو احادیث میں ملتا ہے' وہ قرآن پاک کی موجیں مارتی ہوئی عبارت سے ملتا ہے یا نہیں۔ میرا یہ دعوٰی ہے، کہ عربی زبان کی کسی عبارت کو قرآن پاک سے ملا دیا جائے، تو قرآن پاک کی آیات اس دوسری عبارت سے بالکل نمایاں معلوم ہونگی، اور کوئی شخص جو عربی سے ذرا بھی تعلق رکھتا ہے، قرآن پاک کی عربی کو دوسری عربی سے بآسانی امتیاز کرسکتا ہے۔

قرآن پاک کو افترا سے محفوظ رکھنے کے لئے اس میں بڑے سخت اور تہدیدی الفاظ آئے ہیں۔ ارشاد فرمایا گیا ہے، وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝ کہ اگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بعض باتیں خدا کی طرف منسوب کر دیتے (جیسا کہ بعض معترضین کہتے ہیں)، تو ہم ان کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے، اور ان کی رگِ جان کاٹ دیتے۔ اس صورت میں کوئی بھی ان کو بچا نہ سکتا۔

Digitized by Khilafat Library

ان آیات کی سابقہ کتب سے بھی مطابقت ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے، کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کافی عمر دیکر اور قتل سے بچا کر اللہ تعالٰے نے ثابت کر دیا، کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔ پس کوئی مسلمان یہ یقین نہیں کرسکتا، کہ یہ کلام پاک رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے، اور آپ نے نعوذ باللہ غلط طور پر اس کو خدا کی طرف منسوب کر دیا۔

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

کہ بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں، اس کو جو اللہ تعالےٰ نے کتاب سے نازل کیا، اور اس کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں، اور ان سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کریگا قیامت کے دن اور نہ ان کو پاک کریگا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

اسی طرح سورۃ آلِ عمران رکوع میں فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کہ بے شک جو لوگ اللہ تعالےٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض میں تھوڑی قیمت اختیار کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور اللہ تعالےٰ اُن سے کلام نہیں کریگا، اور نہ ان کی طرف قیامت کے دن نظر کریگا، اور نہ ان کو پاک کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library

ان آیات میں یہود اور نصاریٰ کو ان کے جرم پر کہ وہ خدا کی آیتوں کو بیچتے ہیں، اور کلام الٰہی کو چھپاتے ہیں یہ تہدید سنائی ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سے کلام نہیں کرے گا، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ خدا تعالےٰ کلام کرتا ہے، اور کر سکتا ہے، اور کسی سے کلام نہ کرنے کو ایک سزا قرار دیا گیا ہے۔

سورۃ یٰسین میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ کہ آج کے دن یعنے یوم قیامت کو ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دینگے، اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کرینگے، اور ان کے پیر شہادت دینگے اس امر کی جو وہ کرتوتیں کرتے تھے۔

اور حٰمٓ سجدہ کے رکوع ۳ میں فرمایا۔ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ کہ جب خدا کے دین کے دشمن آگ کے پاس حاضر ہونگے، تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے گواہی دیں گے،

اس کی جو وہ کرتے تھے، اس پر وہ لوگ اپنے چمڑوں سے کہیں گے، کہ تم ہم پر کیوں گواہی دیتے ہو، وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ـ وہ کہیں گے کہ خدا نے ہمیں نطق عطا کیا ہے، جس طرح اس نے ہر چیز کو بولنے والا بنایا ہے، قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ـ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زبان اور حلق کے بغیر بھی اللہ تعالےٰ دوسری مادی چیزوں سے کلام کرا سکتا ہے۔ پس بغیر حلق اور زبان کے کلام کرنے میں کونسا استبعاد عقلی ہے، کہ خود اللہ تعالےٰ بغیر حلق اور عضلات حلق کے اپنے انبیاء اور مرسلین سے کلام نہ کر سکے۔

سورۃ ذاریات میں اللہ تعالےٰ نے اس قسم کے شبہات کے ردّ میں ارشاد فرمایا ہے۔ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ یعنے قرآن پاک اسی طرح کلام حق ہے جس طرح تم آپس میں باتیں کرتے ہو۔

اللہ تعالےٰ نے انبیاء سے کلام کرنے کے چند ذرائع بیان فرمائے ہیں۔ پہلا ذریعہ وحی ہے دوسرا ذریعہ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ہے اور تیسرا ارسال رسل جیسے ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ؕ اور بخاری باب بدء الوحی میں وحی کے جو طریق بیان کئے گئے ہیں، ان میں ایک یہ ہے، کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام خود سامنے آ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور رسول مقبول اس کے بموجب اس کو یاد فرماتے تھے۔

سورۃ قیامہ میں اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کلام الٰہی ادا کرنے کی عاجلانہ کوشش کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ کہ زبان نہ ہلانا تا جلدی سے اس کو لے لو۔ حقیقت میں اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ پس جب ہم اس کو پڑھ دیں، تو آپ ہمارے پڑھنے کی اتباع کریں۔ یعنے انہیں الفاظ کو اپنی زبان سے ادا فرما دیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول مقبول کلام الٰہی کو جلد جلد ادا کرنا چاہتے تھے مگر

حق تعالیٰ نے آپ کو جلدی کرنے سے روکا ہے، اور فرمایا ہے، کہ آپ اپنی زبان کو جلدی سے روکیں، جب تک کہ ذاتِ باری خود کلام فرمائے، اور وہی الفاظ ادا کریں، جو ذاتِ باری کی طرف سے ارشاد ہوں۔ فَاِذَا قَرَأْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۔ اگر یہ کلام نہ تھا بلکہ صرف مفاہیم تھے، تو آنحضرت کس چیز کو اپنی زبان سے جلدی جلدی حرکت دیکر پڑھنا یا یاد کرنا چاہتے تھے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے، کہ کلامِ مجید کلامِ الٰہی ہے اور وہ بجنسہٖ وہی ہے، جو بین الدفتین ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔

Digitized by Khilafat Library

اُن لوگوں کے لئے جو اسلام کو نہیں مانتے دوسرے دلائل قرآنِ پاک کے کلامِ الٰہی ہونے کے لئے دیئے جا سکتے ہیں۔ ایسے اشخاص کے لئے ایک دلیل قرآن مجید کے کلامِ الٰہی ہونے کی یہ ہے، کہ قرآنِ مجید میں ایسی غیب کی باتیں پائی جاتی ہیں، جو قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد ظاہر ہوئیں، اور اس موجودہ زمانہ میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور یہ قرآن مجید کے عالم الغیب ہستی کا کلام ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کسی مخالف و معاند کے نزدیک عالم الغیب نہ تھے۔

سورۂ اٰلِ عمران میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی، اپنے فرشتوں اور ان لوگوں کی شہادت پیش کی ہے جو منصفانہ رائے ظاہر کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ مَیں قرآن پاک سے تین مثالیں اس علمِ غیب کی پیش کرتا ہوں جس پر سوائے خدا کے کوئی دوسرا قادر نہیں ہو سکتا۔

پہلی بات جو اس زمانہ میں ہر شخص جانتا ہے، وہ یہودیوں کی موجودہ حالت ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ (اٰل عمران رکوع ۱۳) کہ قوم یہود پر ذلّت اور مسکنت کی مار پڑے گی۔ خواہ وہ کہیں ہوں، بجز اس کے کہ وہ مسلمان ہو کر خدا کی پناہ

میں آجائیں، یا کسی انسان کی پناہ میں چلے جائیں، بغیر اس کے وہ دُنیا میں اپنی حفاظت آپ نہیں کر سکتے۔ گذشتہ زمانہ میں یہ غیب کی بات کس طرح پوری ہوئی، تاریخ اس کی شہادت سے بھری پڑی ہے، اور اس موجودہ زمانہ میں جنگ یورپ سے پہلے اور بعد جوگت یہودیوں کی یورپ میں بنائی گئی اور بنائی جارہی ہے، وہ صاف اور بیّن طور پر عالم الغیب کے اس کلام کی تصدیق کرتی ہے۔

اس سلسلہ میں قرآن مجید کی دوسری آیت حضرت موسےٰ اور فرعون کے قصّہ میں یوں ہے:۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ (یونس - ۹)

حتّٰی کہ جب وہ غرق ہونے لگا، تو اس نے کہا، میں ایمان لایا، کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس ذات کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں (اللہ نے فرمایا) اب تو ایمان لایا ہے، اور اس سے پہلے تُونے نافرمانی کی، اور فساد کرنیوالوں میں سے تھا، پس آج کے دن ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو بعد کے لوگوں کے لئے نشان ہو، اور یقیناً بہت سے لوگ ہمارے نشانات سے غافل ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

جس زمانہ میں ان آیات کا نزول ہوا، اس زمانہ میں فرعون کی نسبت یہ بات قطعی تھی، کہ فرعون دریا میں غرق ہوگیا، اس کی لاش کو مچھلی کھا گئی۔ یہود کی کتاب میں بھی یہی آیا ہے، پس اس وقت کی ساری دُنیا فرعون کی لاش کے بچ جانے سے قطعًا لاعلم تھی۔ اگر کوئی کہتا، کہ فرعون کی لاش بچ گئی ہے، تو نہایت جاہل اور بے خبر سمجھا جاتا۔ اگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام اپنی طرف سے بنا لیا ہوتا، تو اس زمانہ کے مشتہرہ علم اور معلومات کے خلاف کچھ نہ لکھ سکتے۔ اللہ تعالےٰ نے زمانہ کے انسانی معلومات کے خلاف اور ایسی معلومات

کے خلاف جن کو یہود کی مذہبی کتب سے پوری مدد پہونچتی تھی، صاف طور پر فرمایا، کہ تیرے بدن کو ہم نجات دیں گے تا بعد کے آنے والوں کے لئے نشان ہو، اور یہ بھی فرمایا، کہ اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں۔ اِس زمانہ میں فرعونِ موسےؑ کی نعش برآمد کی گئی اور برٹش میوزیم میں حفاظت کے ساتھ رکھی ہوئی موجود ہے۔ اس سے زیادہ قدرت اور علمِ الٰہی کی کوئی دلیل نہیں ہوسکتی، اور اس دلیل سے یہ ظاہر ہوجاتا ہے، کہ یہ رسول مقبولؐ کا کلام نہیں ہے۔ اس لئے کہ آپ کا کلام اپنے زمانہ کے معلومات کے خلاف نہیں ہوسکتا تھا۔

تیسری مثال سورۂ روم کی پہلی آیات ہیں۔ الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۝ وَلِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ یہ آیاتِ مبارکہ جس زمانہ میں نازل ہوئیں اس زمانہ میں روم اور ایران میں جنگ ہوئی۔ مسلمان فطرتًا ایسی قوم سے جو اہلِ کتاب سے تھی، ہمدردی رکھتے تھے، اور وہ اس سے رنجیدہ تھے کہ ایسی قوم اہل کتاب پر غالب ہوئی جاتی ہے، جو توحید سے بہت دور ہے۔ ان آیات میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے، کہ اگرچہ روم مغلوب ہوگیا ہے، لیکن تھوڑے عرصہ میں اسے غلبہ حاصل ہوگا، اور یہ وہ دن ہوگا، کہ جب خدا کی مدد سے مؤمنین خوش ہونگے۔ یہاں بِضْعِ سِنِيْنَ کے الفاظ آئے ہیں، اور لفظ بِضْعَ ۳ تا ۹ پر بولا جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کفار کو یہ پیشگوئی سنادی، اور اس کی صحت پر مطمئن ہو کر شرط باندھ لی، کہ تین برس کے اندر اہلِ روم غالب ہونگے، مگر رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے محض تین برس کے اندر کے خیال کی تردید فرمائی، اور فرمایا، کہ بِضع کا لفظ ۳ سے ۹ تک کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور فرمایا کہ ۹ سال کے عرصہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ قریبًا ۶۱۳ء میں ایران کی طرف سے اعلانِ جنگ ہوا تھا، اور ۶۱۶ء تک ایرانی لوگ قسطنطنیہ کی دیواروں تک پہونچ گئے تھے۔ یروشلم عیسائیوں کا مقدس شہر فتح ہوچکا تھا۔ ۲۶ ہزار یہودی ایرانیوں کے ساتھ شامل ہوگئے۔ ساٹھ ہزار قتل ہوئے اور تین ہزار عیسائیوں کے

سروں سے ایران کے بادشاہ کے قصر کی آراستگی کی گئی۔ ایسی حالت میں رومی حکومت نے صلح کی درخواست کی۔ لاکھوں من سونا اور چاندی دینا قرار پایا۔ منجملہ اور چیزوں کے ایک ہزار لڑکیاں دینا قرار پایا۔ گویا یہ لوگ اس قدر مغلوب ہو گئے تھے کہ غیرت بھی جاتی رہی تھی۔ اور خود روم کے بادشاہ کی یہ حالت تھی، کہ وہ عیش وعشرت میں مشغول تھا۔ ہاتھوں کو مہندی لگایا کرتا تھا۔ عیسائی امراء سلطنت یہ سمجھ چکے تھے، کہ نہ اب اس کی اصلاح ہو سکتی ہے، اور نہ سلطنت بچ سکتی ہے۔ اس زمانہ میں قرآن مجید یہ پیشگوئی فرماتا ہے۔ انگلستان کا مورخ ... گبن لکھتا ہے کہ اس سے زیادہ دور از قیاس کوئی پیشگوئی نہیں ہو سکتی لیکن عجیب بات ہے کہ ادھر پیشگوئی ہوئی اور اس کے چند سال بعد یعنی ۶۱۶ء کے خاتمہ اور ۶۱۷ء کے قریب ہرقل روم کا بادشاہ سوتے سے دفعتاً بیدار ہوا اور قوم کو لیکر قسطنطنیہ کے باہر نکلا اور اس طرح مصروفِ جنگ ہوا کہ ۶۲۲ء کے خاتمہ سے پہلے اس کی فتوحات زور شور سے شروع ہوئیں اور ۶۲۵ء میں فتوحات کی تکمیل ہو کر سلطنت محفوظ ہو گئی۔ اس طرح قرآن کی یہ پیشگوئی کہ تین سے نو سال کے عرصہ میں اہلِ روم غالب ہو جائیں گے، اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ ان مثالوں سے یہ واضح کرنا مقصود ہے، کہ قرآنِ پاک انسانی کلام نہیں ہو سکتا، اور اس قدر قدرت اور علم غیب کا اظہار انسانی طاقت سے باہر ہے۔

Digitized by Khilafat Library

رسالہ ریویو اُردو کے پُرانے فائل

رسالہ ریویو اردو کے پرانے فائل جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ بیش بہا مضامین شائع ہوتے رہے ہیں، جو کسی اور جگہ شائع نہیں ہوئے قابلِ فروخت موجود ہیں۔ قیمت دو روپے فی فائل ہے، بہت تھوڑی تعداد میں رہ گئے ہیں۔ فوراً قیمت بھیجکر طلب فرمائیں۔

مینیجر ریویو۔ اردو۔ قادیان۔

Digitized by Khilafat Library

جادۂ امن

(از مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ)

{یہ مضمون مذاہب کی عالمگیر کانفرنس منعقدہ لنڈن جولائی ۱۹۴۰ء کے سالانہ اجلاس میں مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ مولوی فاضل امام مسجد لنڈن نے پڑھکر سُنایا۔ (ایڈیٹر)}

جنگ کا خوفناک اور مسلسل مرقع اس امر کا کافی ثبوت ہے، کہ مادی سائنس نوع انسانی کے لئے سُکھ اور چین مہیا نہیں کرسکتی۔ بے شک مادی سائنس نے پُرشور، بھک سے اُڑجانے والے اور آتش بار بم، بوجھل ہتھیاروں سے مسلّح ٹینک، ہوائی جہاز، انہیں مارنے والی توپیں اور انتہائی مہلک گیسیں پیدا کردی ہیں۔ اور فرض کیجئے، کہ موجودہ صورت سے ہزاروں گُنا بڑھکر مہلک گیسیں اور بھک سے اُڑجانے والے سامان ایجاد کرلے، تو کیا اس کا یہی نتیجہ نہ ہوگا، کہ لوگ اچانک ہلاکت کے مستقل خطرہ میں زندگی بسر کرنے لگیں گے۔ وہ سفّاکی اور بہیمیت جس کا ارتکاب ابھی پچھلے دنوں میں کیا گیا، اور جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی، وہ رہائشی جگہیں جنہیں کھنڈر بنادیا گیا، وہ معصوم بچّے اور عورتیں جنہیں مشین گنوں اور بموں کا نشانہ بنایا گیا، وہ مظلوم جنہیں بے دردی اور وحشت سے ذبح کردیا گیا، اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں، کہ نوع انسانی کے لئے یہ ایجادیں کس قسم کی ہلاکتیں اور تباہیاں لاسکتی ہیں۔ مَیں آپ سے سچ کہتا ہوں، کہ جب تک لوگ اپنے تئیں مذہبی طور پر ایک برادری میں نہیں سمجھنے لگیں گے، اس وقت تک وہ اپنے ذاتی مفاد اور مادی خواہشات کے لئے ایک دوسرے کی زندگیوں کو برباد کرتے رہیں گے۔ یہ ایک افسوسناک اور المناک انگیز حقیقت ہے، کہ انسان، جسے عقل اور علم دیا گیا تھا، خونخواری اور سفّاکی میں بعض لحاظ سے

جنگلی درندوں سے بھی بڑھ گیا ہے۔ ایک شیر یا چیتا جب تک بھوکا نہ ہو کسی کو گزند نہیں پہنچاتا مگر یہ انسان محض فاتح کہلانے کی خاطر اپنے جیسے ہزاروں انسانوں کو برباد کرکے رکھدیتا ہے۔

جن مصیبتوں اور عذابوں میں یورپ اس وقت گرفتار ہے، اس کا سب سے اہم اور پہلا سبب یہ ہے، کہ یہاں روحانیت اور مذہبیت نہیں پائی جاتی۔ ٹالسٹائے نے بالکل سچ لکھا ہے، کہ:۔

Digitized by Khilafat Library

"کتاب پیدائش کے چھٹے باب میں نہایت گہرے مطالب پر مشتمل ایک فقرہ ہے، جس کا مصنف کہتا ہے، کہ طوفانِ نوحؑ کے آنے سے قبل خدا نے یہ دیکھکر کہ اس کی روح کو، جو اس نے انسان کو محض اپنی پرستش اور عبادت کے لئے عطا کی تھی انسان نے اپنی شہوت رانیوں کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے، اپنی کائنات کو نظر انداز کر دیا، اور اس کی کامل تباہی سے پہلے یہ فیصلہ کیا، کہ انسانوں کی عمر کم کرکے صرف ایک سو بیس سال کر دی جائے۔ بائبل کے بیان کے مطابق جس چیز نے خدا کو ناراض کیا تھا، اور اس نے انسانی عمروں کو کم کر دیا تھا، آج بالکل وہی چیز ہماری مسیحی دنیا کے انسانوں میں پیدا ہو چکی ہے"

بالکل اسی طرح ۱۹۰۷ء میں خدا کے ایک نبی نے، جو ہندوستان میں مبعوث ہوا، ان الفاظ میں لوگوں کو متنبّہ کیا:۔

"اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں، اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں، اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں، اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا، اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے، اور وہ چپ رہا، مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائیگا، جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے، کہ وہ وقت دور نہیں، مَیں نے کوشش کی، کہ خدا کی

امان کے نیچے سب کو جمع کر دیں، پر ضرور تھا، کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۵۰)

پس نوع انسانی کو کامل تباہی سے بچانے کا بہترین طریق یہی ہے، کہ لوگوں کو ایک گہری مذہبی زندگی اور ایک عالمگیر مذہبی برادری کی طرف بلایا جائے۔ مذاہب کی عالمگیر کانگریس کے صدر سر فرانسس ینگ ہسبنڈ نے "ٹائمز" کے ایڈیٹر کو ایک بڑا گرانقدر خط لکھا ہے، جس کی چند سطور کا اقتباس میں درج کرتا ہوں:-

"آخر انگلستان کی بے حس دینی روح پر بھی اثر ہوا، آخر ہم نے بھی جان لیا، کہ روحانی لحاظ سے ہم بالکل جنگلی اور وحشی ہیں۔ جناب نے اپنے آج کے مقالہ افتتاحیہ میں ہماری آئندہ نسل کی خالص ملحدانہ تربیت کے متعلق لکھا ہے، انگلستان مذہبی ہونا چاہتا ہے، انگلستان کو مذہبی ہونا پڑے گا، اور صرف اسی طور سے اسے وہ خوشی ہو سکتی ہے، جس کا منبع مذہب ہے۔ اور وہ طاقت و قوّت مل سکتی ہے جس کا سرچشمہ خوشی ہے۔ اور اسی طرح وہ نڈر ہو کر ان ہمّت شکن کاموں کو سر انجام دے سکتا ہے، جو اس کے سامنے ہیں۔ لا مذہبی اور مخالفِ مذہب جد وجہد کے مقابلہ میں کیوں نہ ہم سب، خواہ وہ رومن کیتھولک ہوں یا کلیسائے انگلستان کے پیرو، خود مختار کلیسائے سے تعلق رکھنے والے ہوں یا یہودی، کسی دوسرے مذہب کے پیرو ہوں یا انفرادی طور پر ہی وہ کسی مذہب کی طرف رجحان رکھتے ہوں، انگلستان کے باشندوں کو یہ محسوس کرانے کے لئے متحد ہو جائیں، کہ وہ نہ صرف یہ کہ ان مذاہب میں سے کسی نہ کسی سے متعلق ہیں، بلکہ اس ایک خدا اور سب کے باپ کی برادری میں بھی شریک ہیں، جو ہم سب سے بالا بھی ہے، اور ہم میں موجود بھی۔ اور اس طرح ہم اپنے میں سے ہر ایک کو پیدائشی حق کے طور پر ایک الٰہی سلسلہ میں منسلک کر دیں۔"

مذاہب کی عالمگیر کانگریس کا سب سے اہم مقصد یہ ہے، کہ ایک عالمگیر مذہبی برادری قائم کردے، ایک متحدہ محاذ بنا دے، بے دینی کا مقابلہ ہو، اور جیسا کہ سر فرانسس کا یہ خط بھی ظاہر کرتا ہے، پیار و محبت اور دلائل و براہین سے لامذہبیت کے مقابلہ میں مذہب کی فتحمندی کے لئے متحدہ کوشش کی جائے۔ پس اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مَیں آپ حضرات کے سامنے اسلامی نظریہ پیش کرتا ہوں، کہ تمام مذہبی اداروں کو چاہیئے، کہ وہ ان قوتوں کے خلاف صف آرا ہوجائیں، جو دہریت اور لامذہبیت کی تائید کرتی ہیں۔ ذیل میں چند اساسی امور درج ہیں، جن پر تمام مذاہب متفق و متحد ہوسکتے ہیں، اور وہ اکٹھے ہوکر دشمن کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔

اوّل:۔ ایک خدا پر ایمان جو ربّ العالمین ہے۔ قرآن شریف کے نزدیک خدا تعالےٰ کے تمام انبیاء کا متحدہ مقصد یہی رہا ہے، کہ وہ اس کی وحدانیت کی تلقین کریں، اور لوگوں کو بتائیں کہ وہ اسی کی عبادت کریں، اسی کے وفادار رہیں، اور شیطان سے دُور بھاگیں۔ یہی وہ جواب تھا، جو یسوع مسیح نے شیطان کو دیا:۔

"اے شیطان دور ہو، کیونکہ لکھا ہے، کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر، اور صرف اسی کی عبادت کر" (متی ۴/۹)

قریباً ساڑھے تیرہ سَو سال گذرے کہ بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے، جن کا مقصد ہی یہ تھا، کہ ایک عالمگیر مذہبی برادری قائم کریں، تمام مذہبی لوگوں کو، جو اہلِ کتاب ہیں، اس طرف بلایا، کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اس بنیادی معاملہ میں متفق ہوجائیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا	اے اہلِ کتاب آؤ ہمارے ساتھ ایک ایسی بات پر متحد ہوجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مساوی ہے۔ یعنی یہ کہ صرف ہم خدا ہی کی عبادت کریں اور اسکے سوا کسی اور کو اس کا شریک

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط نہ ٹھہرائیں، اور نہ ہم میں سے بعض بعض

(آل عمران - ۷) کو خدا کے سوا رب بنائیں۔

اگر تمام مذہبی ادارے خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئیں، تو غایت کار اس کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ ایک عالمگیر برادری قائم ہوجائے گی۔ اور سب یہ جان لیں گے، کہ مسلمانوں، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور بدھوں کا خدا وہی ایک خدا ہے۔ اور یورپ، ایشیاء، افریقہ اور امریکہ کے رہنے والوں کا وہی خالق ہے۔ یہ سب آپس میں بھائی بھائی، ایک باپ کے بیٹے اور ایک خدا کے خدمت گزار ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

دوم:۔ عالمگیر برادری کو قائم کرنے کے لئے دوسرا امر جس کی طرف اسلام نے تمام مذاہب کے متبعین کو بلایا ہے، یہ ہے، کہ تمام انبیاء اور بڑے بڑے مذاہب کے بانیوں پر ایمان لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے، کہ مسلمانوں کی طرح اگر دیگر مذاہب کے پیرو بھی خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آئیں اور ان میں باہمی کوئی فرق نہ کریں، تو وہ یقیناً صحیح راستہ پر چلنے والے ہوں گے۔ لیکن اگر وہ اس زریں اصول سے روگردانی کرینگے، تو مختلف مذاہب کے اتحاد میں وہ اپنے تئیں ایک روک ثابت کرینگے۔

رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے کہا، موسےٰ بالکل میری ہی طرح اللہ کے رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوا، اور اس نے ان کے لئے بڑی تائیدات ظاہر فرمائیں۔ اور عیسائیوں سے کہا، کہ مسیح بن مریم بھی خدا کے رسول تھے، خدا تعالیٰ نے انہیں حکمت اور دانائی سکھائی تھی، وہ میرے بھائی تھے۔ جب حضرت کرشن کا حوالہ دیتے ہوئے جو گنگا کے کنارے وحدانیت کے گیت گاتے تھے، ہندوستان کا ذکر کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ ہندوستان میں ایک کالے رنگ کے نبی تھے، جن کا نام کاہن تھا، وہ بھی میرے بھائی تھے۔ ایرانیوں کے متعلق فرمایا، کہ فارس میں بھی ایک نبی بھیجا گیا تھا، جس نے انہیں توحید سکھلائی، لیکن بعد میں انہوں نے اس کی تعلیمات کو بگاڑ دیا۔

اس طرح اسلام اپنے متبعین اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کے درمیان ایک رشتۂ اتحاد، تعلق، مفاہمت اور ہمدردی پیدا کرنا چاہتا ہے، اور مختلف افراد کے درمیان بھائی چارہ کا بنیادی پتھر رکھتا ہے۔ اگر دوسرے مذہبی ادارے بھی اس اصل کو تسلیم کرلیں، تو باہمی اختلافات کی خلیج کو بڑی آسانی کے ساتھ پاٹا جاسکتا ہے۔ اور ایک عالمگیر اخوت قائم کی جاسکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

سوم :- موجودہ اختلافات کو طاقت اور کسی قسم کے دباؤ سے نہیں، بلکہ دلائل و براہین اور داخلی تبدیلی سے مٹانے کے لئے اسلام یہ تجویز کرتا ہے، کہ سب کے سب الٰہی ارادے کے سامنے سرِتسلیم خم کردیں۔ اور اس بات کے لئے ہمیشہ تیار رہیں، کہ جو بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے، اسے مان لیں۔

چہارم :- اسلام ہر شخص کو اپنے عقائد کی تبلیغ و تلقین میں آزادی عطا کرنے کی تاکید کرتا ہے، بشرطیکہ ہم دوسروں کے نقائص نکالنے کے بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کرکے ایسا کریں۔ اور اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۝ (زمر - ۲)	بشارت دو میرے ان بندوں کو جو بات کو توجّہ سے سُنتے ہیں، پھر جو بہتر ہو اسکی پیروی کرتے ہیں۔

مجھے یقین ہے، کہ اگر مختلف مذاہب کے پیرو مذکورہ بالا امور پر متحد ہوجائیں، اور انہیں دیانتداری سے اپنی زندگی میں اختیار کرلیں۔ یعنے یہ کہ وہ ایک دوسرے کے نقطۂ نگاہ کو دوستی اور برادرانہ ماحول میں سُنیں تو وہ پورے اطمینان سے اس دن کا انتظار کرسکتے ہیں، جبکہ وہ سب ایک اور صرف ایک مذہب کی اتباع کرنے والے ہونگے۔

اب مَیں چاہتا ہوں، کہ ان آیات (فرقان رکوع آخری) کی ایک مختصر تشریح پیش کروں، جن کی تلاوت مَیں نے قرآن مجید میں سے کی ہے۔ یہ آیات اس تغیر عظیم کی طرف

اشارہ کرتی ہیں، جو الٰہی پیغام کی وجہ سے عرب میں پیدا ہوا۔ یقیناً یہ سب سے فوری، مکمل اور حد درجہ غیر معمولی انقلاب تھا، جو روئے زمین کی کسی بھی قوم میں کبھی برپا ہوا۔ اس سورۃ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس روحانی پیغام کو ماننے سے پہلے، جو براہِ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا، عرب لوگ انسانوں کے لباس میں حیوان تھے۔ رُوحانیت اور مذہب کے نہ ہونے کی وجہ سے بالکل بہیمانہ، سفّاکانہ اور غیر اخلاقی زندگی بسر کرتے تھے۔ وُہ بالکل بے پرواہ، مادہ پرست اور دہریہ تھے۔ انکی زبانوں پر یہی تھا، کہ "آؤ! کھائیں، پئیں، کیونکہ کل تو ہمیں مر ہی جانا ہے"۔ وہ جہالت میں گھرے ہوئے تھے۔ ان میں ہمیشہ باہمی پیکار رہتی تھی۔ وہ بتوں کو پوجتے تھے۔ کھانے پینے میں حرام و حلال کی انہیں کوئی تمیز نہ تھی۔ زنا کا بے محابا ارتکاب کرتے تھے۔ وہ خود اپنے ہاتھوں اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ ملک کی بڑی اکثریت کو حیات بعد الممات پر کوئی یقین نہ تھا۔ مختصر یہ کہ کوئی بدی اور بدکاری نہ تھی، جس کا وہ کھلم کھلا ارتکاب نہ کرتے ہوں۔ لیکن یہ روحانی تیرگی قرآنِ مجید کے الٰہی نور سے پاش پاش کر دی گئی۔ خطا کاری کی ظلمت یکلخت دور ہو گئی۔ اور ہدایت کے سورج کی نورانی کرنوں سے سارا جزیرہ نما جگمگا اٹھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا	اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں۔ سلامتی۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے عرب لوگ اپنی راتیں شراب نوشی، جوآ بازی اور ناچ گانے میں بسر کر دیتے تھے، لیکن پھر وہ اپنے خدا کے حضور سجدوں اور نمازوں میں راتیں بسر کرنے لگے۔ پہلے بوجہ اس کے جو قیامت اور روز محشر پر انہیں کوئی ایمان نہ تھا، وہ بے محابا گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے، لیکن پھر وہ اپنے تئیں معصیت کی راہوں سے

بچانے اور خدا سے دعائیں مانگنے لگے، کہ وہ جہنم کے عذاب سے انہیں بچالے۔ پہلے وہ غریب اور محتاج کی مدد کے لئے اپنے اموال خرچ نہیں کرتے تھے، حالانکہ شان وشوکت کے اظہار کے وقت انہیں اڑانے اور لٹانے سے کوئی باک نہ تھا، لیکن پھر وہ ہمیشہ مناسب مواقع پر خرچ کرنے لگے، اور نہ کنجوس رہے، اور نہ مُسرف، بلکہ اس کے بین بین درست طریق پر گامزن ہوگئے۔ پہلے وہ اللہ کو چھوڑ کر اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے، قتل وغارت اور بداخلاقیوں کو مایۂ فخر جانتے تھے، لیکن اللہ تعالےٰ کی ہدایت اس قدر مؤثر ثابت ہوئی، کہ پھر وہ ایک ہی خدا کی پوجا کرنے لگے۔ انسانی زندگی ان کے نزدیک مقدس بن گئی۔ اس وجہ سے وہ ناحق کسی کی جان لینے سے محترز رہنے لگے۔ ہر بدخلقی اور زنا کا ارتکاب انہوں نے چھوڑ دیا۔ کیونکہ انہوں نے جان لیا، کہ جو شخص ان کا ارتکاب کریگا وہ اپنے گناہ کی پاداش کو پالیگا۔ اور اسے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library

غرض وہ لوگ روحانی ارتقاء اور پاکیزگی کی اس منزل تک پہونچ گئے، کہ دوسروں کو کسی طرح کی ناپاکی میں دیکھنے کا منظر بھی ان کے لئے الم انگیز ہوگیا۔ اور وہ اپنے خدا سے یہ دعائیں کرنے لگے، کہ اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور بچوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، اور ایسا کر کہ ہم نیکوں اور متقیوں کے امام بنیں۔ ان مقدس اور نیکوکار لوگوں کی طرح جن کو قسم قسم کی ایذائیں دی گئیں، جن کی تحقیر کی گئی، جن سے مقاطعہ ہوا، اور دنیا داروں کی طرف سے جنہیں گالیاں دی گئیں، اور انہیں ان کے صبر کی وجہ سے بلند درجات عطا کئے گئے، اور ان پر سلامتی نچھاور ہوئی، ہمیں بھی اپنے انعام واکرام سے سرفراز فرما۔

آخر میں بتایا گیا ہے، کہ اللہ تعالےٰ نے رحم وکرم فرماتے ہوئے سچی ہدایت اور نور دیکر اپنے پیغامبر کو بھیجا ہے[1]۔ جو لوگوں کو ان کے خالق کی طرف بلاتا ہے۔" اے رسول! کہہ دو کہ اگر تم خدا کو نہ پکارو، اس کے در کو نہ کھٹکھٹاؤ، اپنی جبینیں اس کی دہلیز پر نہ رکھدو اور اس کی مدد کے

[1] سورۃ فرقان کے آخری رکوع کا آزاد ترجمہ۔

طلبگار نہ ہو، تو اسے تمہاری کیا پرواہ ہے۔ لیکن اے کافرو! تم نے صداقت کو جھٹلا دیا، جسکی دردناک سزا تمہیں ملے گی"۔ اس لئے آؤ ہم دعا کریں، کہ اے ہمارے رب ساری تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تو ہی مالک، تو ہی رحیم اور سارے جہانوں کو سنبھالے ہوئے ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تونے اپنے انعامات کئے۔ اپنی ناراضگی کی سزا ہمیں نہ دے، اور بے راہ رویوں سے ہمیں بچا۔

پیارے خدا! تاریکی اور نااتفاقی دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ بدی کی طاقتیں غارتگر بھیڑیوں کی طرح گشت لگا رہی ہیں۔ ہمیں امن، برومندی، سکھ اور چین عطا فرما۔ ہم صرف تجھے ہی اپنا کفیل بناتے ہیں۔ تو ہی ہمارا سہارا اور تو ہی ہماری پناہ ہے۔ تیری مدد کے بغیر ہماری کوششیں بے سود اور ہمارے اعمال لاحاصل ہیں۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں بخش دے۔ ہمارے قدم مضبوط کر۔ اور ظالموں اور بے دینوں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

ہمارے رحیم خدا! اپنی جناب سے ہم پر رحم فرما، اور ہمارے معاملات میں ہمیں سیدھا راہ دکھا۔ ہمارے آقا! ہم تیرے ناچیز بندے ہیں۔ غلطیوں اور گناہوں کے پتلے۔ ہم کمزور ہیں، ان مصیبتوں سے نکلنے کا ہمیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ جن میں آج ہم مبتلا ہیں۔ آج ہمارے لئے بچاؤ کا کوئی ذریعہ نہیں۔ بجز اس کے کہ تو ہمیں اپنی بخشش کی چادر میں پوری طرح لپیٹ لے۔ آمین۔

(ریویو انگریزی)

Digitized by Khilafat Library

مکتبہ احمدیہ قادیان سے آپ ہر قسم کی کتابیں منگا سکتے ہیں۔ نیز قرآن مجید مترجم اور معرّا بھی ہمارے ہاں سے طلب فرمائیے۔ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کو انشاء اللہ کبھی شکایت کا موقعہ نہ ملیگا۔

مینیجر مکتبہ احمدیہ قادیان

اچھوت اور ہندو دھرم

(از مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل سنسکرت وعربی)

"ہندوؤں کے لئے اچھوت ادھار کا مسئلہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔ مردم شماری میں ہندوؤں کی تعداد کم ہو رہی ہے، جبکہ مسلمان اور دیگر اقوام ترقی کر رہی ہیں۔ آج ہر ایک ہندو کا فرض ہونا چاہیئے، کہ وہ وقت دَھن (روپیہ) کا کچھ حصہ اچھوت ادھار کے لئے صرف کرے۔"[1]

یہ وہ الفاظ ہیں، جو ایک ہندو لیڈر مسٹر کرم چند ودیارتھی نے کہے تھے۔ ایک اَور ہندو لیڈر مسٹر کیلکر فرماتے ہیں:-

Digitized by Khilafat Library

"خود غرضی کے خیال سے بھی ہمارا یہ فرض ہے، کہ ہم اچھوت ادھار کے نام کو ہاتھ میں لیکر جلد از جلد اپنے اندر ملا لیں۔ کیونکہ موجودہ دورِ حکومت میں تعداد ہی ایسی چیز ہے، جس پر حکومت میں نمائندگی کا دارو مدار ہے۔"[2]

کیا یہ الفاظ کسی تشریح یا حاشیہ آرائی کے محتاج ہیں۔ مطلب صاف یہ ہے، کہ حکومت میں زیادہ سے زیادہ نمائندگی اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے ہندوؤں کو چاہیئے، کہ وہ اچھوتوں کو بھی مردم شماری کے لئے ہندو بنا لیں ـــــ وہی اچھوت جن کو ہندو ہزارہا برس سے شودر، چنڈال اور ناپاک قرار دیتے آئے ہیں۔ اور جن سے چھونا تک مہاپاپ خیال کیا جاتا رہا ہے۔ کیا یہ خود غرضی کی انتہا نہیں ہے؟

۱؎ روزنامہ ملاپ لاہور مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۲۷ء

۲؎ روزنامہ ملاپ لاہور مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۲۷ء

جوں جوں مردم شماری کا وقت نزدیک آرہا ہے، ہندوؤں میں اچھوتوں کی "ہمدردی" کا جذبہ ترقی کرتا جارہا ہے۔ چنانچہ اب انہوں نے مختلف محاذوں پر بڑے زور سے اچھوت ادھار کا کام شروع کر دیا ہے۔ سی۔ پی وغیرہ علاقوں میں جہاں اچھوتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، یہ کام وسیع پیمانہ پر جاری ہے، اور اب پنجاب کے پہاڑی علاقوں مثلاً ضلع کانگڑہ وغیرہ کی طرف بھی توجہ مبذول ہو رہی ہے، اور چند روز سے آریہ اخبارات ہندوؤں کو یہ کہہ کہہ کر جوش دلا رہے ہیں، کہ کانگڑہ کے علاقہ میں مسلمانوں نے اپنی چھاؤنیاں بنا لی ہیں، اور وہ لاکھوں اچھوتوں کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ اس لئے اُٹھو! اور اچھوتوں کو مسلمان ہونے سے بچاؤ۔ حالانکہ مسلمانوں کو ضلع کانگڑہ (جو ایک ہندو ضلع ہے) تو کجا، ان علاقوں میں بھی اچھوتوں میں تبلیغ کا خیال نہیں ہے، جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، اور جہاں اُنہیں بآسانی کامیابی ہوسکتی ہے۔ دراصل آریوں کی طرف سے یہ شور و شر محض ہندوؤں میں جوشش پیدا کر کے ان سے اچھوت ادھار کے لئے روپیہ وصول کرنے کی غرض سے ہے، ورنہ وہ بھی جانتے ہیں، کہ مسلمان اچھوتوں میں تبلیغ کی طرف سے بالکل غافل ہیں۔

حقیقت یہ ہے، کہ ہندو لیڈر خواہ کتنی ہی کوشش اچھوتوں کو اونچا کرنے کی کریں، وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ عوام پر مذہب کا اثر زیادہ ہوتا ہے، اور ہندو مذہب کی تعلیم اچھوتوں کے متعلق نہایت خطرناک ہے۔ پس جب تک ہندو شاستر موجود ہیں، ہندوؤں کے دلوں سے اچھوتوں کی نفرت دور نہیں ہوسکتی۔ یہ علیحدہ بات ہے، کہ "مصلحتِ وقت" کے ماتحت اچھوتوں کو ہندو دھرم کا انگ (عضو) ظاہر کیا جائے، مگر دراصل یہ ایک فریب ہے، جو محض ایک بھولی بھالی اور صدیوں سے مظلوم قوم کو پھانسنے کے لئے کیا جارہا ہے۔ اور اس امر میں کچھ شک نہیں ہے، کہ اگر ہندوستان کو حکومت خود اختیاری مل گئی، تو ہندو اچھوتوں پر پھر ظلم کرنا شروع کر دینگے۔ پس اچھوتوں کی شدھی حقیقت میں سیاسی شدھی ہے۔

آجکل آریہ سماج اچھوت ادھار میں سب سے پیش پیش ہے۔ مگر یہ عجیب بات ہے، کہ خود آریہ سماجی بھی ویدوں اور شاستروں کے ان احکام کی، جو ان میں اچھوتوں کے متعلق ہیں، کوئی معقول توجیہہ نہیں کر سکے۔ اور اس امر کا اعتراف ان کی طرف سے دانستہ و نادانستہ ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ آریہ سماج کے مشہور پنڈت لوکناتھ جی کے متعلق آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا پنجاب کا پرسدھ اخبار "آریہ گزٹ" لاہور لکھتا ہے:۔

"اس بحث میں سب سے زیادہ حصہ پنڈت لوکناتھ جی لے رہے ہیں، ان کا یہ مت ہے، کہ بھنگیوں کے ساتھ چھونا محض مصلحتِ وقت ہو تو ہو، لیکن ویدانوسار (کے مطابق) نہیں ہے۔ ویدوں نے صاف طور پر کہدیا ہے، کہ ان کے ساتھ چھونا منع ہے، کیونکہ ان کے جسم کے پرمانوؤں میں بھی گندگی سما گئی ہے۔ آجکل کانگریس نے تیت ادھار کا بیڑا اٹھایا ہے۔ یہ جذبہ مبارک ہے، اور ہم اس کی تہِ دل سے قدر کرتے ہیں۔ لیکن جہانتک مذہب کا سوال ہے، ہمارے نزدیک وید شاستر ہی پرمان (سند ماننے کے قابل) ہیں، نہ کوئی کانگریس کا فرمان۔ مگر لطف کی بات تو یہ ہے، کہ اس باب میں ابھی تک کانگریس نے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ لیکن آریہ سماج میں شور مچ رہا ہے۔ ہمارے خیال میں پنڈت لوکناتھ کی پوزیشن بالکل درست ہے۔"[1]

دیکھا آپ نے، یہ کتنا واضح اور صاف اقرار ہے، اِس حقیقت کا کہ وید شاستروں کے رُو سے اچھوتوں کے ساتھ چھونا اور کھانا پینا دھرم کے بالکل خلاف ہے۔ مگر دوسری طرف یہی پنڈت اچھوتوں کو یہ کہکر دھوکا دیتے ہیں، کہ تم ہندو ہو، اور ہندو دھرم میں تمہارے وہی حقوق ہیں، جو دیگر ہندوؤں کے۔ صاف بات ہے، کہ یہ محض وقتی طور پر اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانے کی ایک چال ہے، جو "مصلحتِ وقت" کے ماتحت چلی جا رہی ہے۔ جب بھی یہ مصلحت

Digitized by Khilafat Library

[1] آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۲۹ر جون ۱۹۲۲ء۔

پوری ہوجائیگی، پھر ان سے چھوت چھات شروع ہوجائیگی۔ کیونکہ دید شاستروں کی یہی تعلیم ہے جب تک یہ کتابیں موجود ہیں، تب تک ہندو مذہبی طور پر کبھی بھی اچھوتوں سے رواداری کا سلوک نہیں کرسکتے۔ ذیل میں ہم وید اور شاستروں کی اچھوتوں کے بارے میں تعلیمات بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

سب سے پہلے ہم یہ دکھاتے ہیں، کہ ہندو مذہب کے رُو سے اچھوتوں کو علم حاصل کرنیکا حق نہیں ہے۔ چنانچہ اتھرو وید میں لکھا ہے:۔

स्तुता मया वरदा वेद माता प्रचोदयन्तां पावमानी द्विजानाम् अ॰ 19/71

ترجمہ:۔ من کو ہمّت سے آمادہ کرنے والی دِوجوں (برہمن۔ کھشتری۔ ویش) کو پوتر کرنے والی وَر دینے والی وید ماتا کی مَیں نے ستتی کی ہے۔

اس منتر میں صاف طور پر یہ کہا گیا ہے، کہ وید صرف دوجوں کو ہی پاک کرسکتا ہے اچھوتوں اور شودروں کو نہیں کرسکتا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے، کہ وید پڑھنے کا حق اچھوتوں کو نہیں صرف اعلیٰ ذات والوں کو ہے۔

اس کے بعد جب ہم ہندو شاستروں کو دیکھتے ہیں، تو وہ بھی یہی کہتے ہیں، کہ شودروں کو وید پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ چنانچہ ویدانت شاستر میں لکھا ہے، کہ "اگر شودر وید سُنے، تو اس کے کان سیسہ اور لاکھ سے بند کر دینے چاہئیں، وید پڑھے تو زبان کاٹ دینی چاہیئے، اور اگر وید منتر یاد کرے، تو اس کا دل چیر دینا چاہیئے"۔[1]

گوتم دھرم سوتر کا بھی یہی ارشاد ہے اور دیوی بھاگوت کی بھی یہی تعلیم ہے جیسا کہ لکھا ہے:۔

[1] ملاحظہ ہو بھارت ورش کا دھارمک اتہاس صٓ ۱۰۶)

"عورت، شودر اور ان سے جو نیچ ہیں ان کو وید پڑھنے کا حق نہیں ہے"[1]

ان احکام کا مطلب بالکل واضح ہے۔ اگر اچھوت ہندو دھرم کے ماننے والے ہوتے، تو کبھی بھی شاستر کار رشی ان کے بارے میں یہ حکم نہ دیتے، کہ شودر اپنی روحانی پاکیزگی کے لئے پرماتما کا کلام نہ سُن سکتا ہے، نہ پڑھ سکتا ہے اور نہ یاد کر سکتا ہے۔ ممکن ہے کوئی ہٹ دھرم آریہ سماجی یہ کہدے کہ ہم ان کتابوں کو نہیں مانتے، اور نہ اچھوتوں کو وید کے پڑھنے سے روکتے ہیں، کیونکہ ہمارے سوامی دیانندجی نے اچھوتوں کو بھی وید پڑھانے کا حکم دیا ہے، تو میں کہونگا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ سوامی جی نے فرمایا ہے، کہ شودر کو وید نہیں پڑھانے چاہئیں، جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:۔

"برہمن تین ورن، یعنی برہمن، کھشتری، ویش کا، اور کھشتری، کھشتری کا۔ اور ویش صرف ویش کا یگیو پویت کرا کر پڑھا سکتا ہے۔ اور جو خاندانی نیک چلن شودر ہو، تو اس کو منتر سنگھتا (وید) چھوڑ کر سب شاستر پڑھاوے"[2]

یہ تو آپ کی تعلیم ہے۔ اب آپ کا عملی نمونہ کیا تھا؟ یہ معلوم کرنے کیلئے جب ہم آپ کی سوانح عمری پڑھتے ہیں، تو وہاں ہمیں ایک واقعہ نظر آتا ہے، جو بالکل اس حکم کے مطابق ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ نے ۱۹ر جون ۱۸۷۴ء کو بنارس میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس کے متعلق آپ نے ایک اشتہار اپنے دستخطوں سے شائع کیا، جس میں ان تمام علوم کے نام لکھے جو اس میں پڑھائے جائینگے اور بالآخر لکھا:۔

"اس میں برہمن، کھشتری، ویش سب وید تک پڑھیں گے، اور شودر منتر بھاگ (وید) کو چھوڑ کر سب شاستر پڑھینگے"[3]

---

[1] دیوی بھاگوت سکندھ ۱۔ ادھیائے ۳ شلوک ۲۱۔

[2] ستیارتھ پرکاش باب ۳ صفحہ ۴۹۔

[3] جیون چرتر سوامی دیانند مصنفہ پنڈت لیکھرام صفحہ ۲۸۹)

کیا اب بھی کسی آریہ سماجی کو یہ جرأت ہوگی، کہ وہ یہ کہے، کہ سوامی دیانند نے بخلاف دوسرے شاستر کاررشیوں کے اچھوتوں کو وید پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

اب ذرا کھانے پینے کے بارے میں اچھوتوں کے متعلق ہندو دھرم کی تعلیم ملاحظہ ہو:۔

۱۔ "انتیجوں (اچھوت) کے ساتھ چھوجانے اور ان کے مال سے کھانے اور اسی طرح ان کے ساتھ بیٹھنے سے جو آدمی ناپاک ہوجاتا ہے وہ پراک برت رکھنے سے شدھ ہوتا ہے" (اتری سمرتی ص۱۷)

۲۔ "جو برہمن چنڈال کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ ۲۷ دن تک گائے کے پیشاب سے بھیگے ہوئے جَو کھاوے۔ تب جا کر اس کی شدھی ہوتی ہے۔" (اتری سمرتی شلوک ص۱۷۱)

۳۔ "جو ایک ماہ تک شودر کا کھانا کھاتا ہے وہ اسی جنم میں شودر ہوجاتا ہے اور مر کر اُسے کتے کا جنم ملتا ہے۔" (اتری سمرتی شلوک ص۴۷)

۴۔ "جو برہمن شودر کا اناج کھا کر بیٹا پیدا کرتا ہے وہ لڑکا اس شودر کا ہے جس کا اناج اس نے کھایا تھا۔ شودر کا اناج کھائے ہوئے اگر برہمن مرجائے، تو اگلے جنم میں گاؤں کا سؤر بن جاتا ہے۔" (اتری سمرتی ص۱)

Digitized by Khilafat Library

۵۔ شودر کا اَن جسم میں رہتے ہوئے جو برہمن مرجاتا ہے وہ مرنے کے بعد سؤر کے جنم میں پیدا ہوتا ہے یا شودر کے گھر جنم لیتا ہے۔ اور وہ بارہ جنم تک گدھ۔ سات جنم تک سؤر اور سات بار کتے کا جنم دھارن کرتا ہے۔" (ویاس سمرتی ص۶۴-۶۵)

ایسے سینکڑوں شلوک ہیں، جن میں یہ بات اچھی طرح واضح کر دی گئی ہے، کہ شودر کے ہاتھ کا کھانا کھانا گناہ ہے۔ پس کسی ہندو کا یہ کہنا کہ ہمارے مذہب میں اچھوتوں کے ساتھ بیٹھکر کھانے پینے کی اجازت ہے یہ بالکل غلط ہے، اگر کوئی شخص محض کسی "وقتی مصلحت" کی بنا پر ایسا کرتا ہے، تو وہ اپنے مذہب کے خلاف کرتا ہے۔ اور یہ فعل اس کا ذاتی فعل سمجھا جائے گا۔

اس جگہ اگر کوئی آریہ سماجی پھر کہے، کہ ہم ان کتابوں کو نہیں مانتے، تو میں اس کے

سامنے سوامی دیانند کا فتوےٰ رکھونگا، جو وہ بھی اس کی تائید میں ہے۔ سوامی جی نے یہ سوال اٹھاکر کہ ہرکس وناکس کے ہاتھ کی بنائی ہوئی رسوئی کھانے میں کیا عیب ہے، کیونکہ برہمن سے لیکر چنڈال تک کے جسم ہڈی، گوشت، چمڑے کے ہیں، اور جیسا خون برہمن کے جسم میں ہوتا ہے، ویسا ہی چنڈال وغیرہ کے جسم میں ہوتا ہے۔ پھر سب آدمیوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی رسوئی کھانے میں کیا عیب ہے؟ یہ جواب دیا ہے، کہ اس میں عیب ہے، کیونکہ جس طرح عمدہ چیزوں کے کھانے پینے سے برہمن اور برہمنی کے جسم میں بدبو وغیرہ نقصول سے پاک رج ویریہ پیدا ہوتے ہیں، ویسے چنڈال اور چنڈالنی کے نہیں ہوتے، کیونکہ چنڈال کا جسم بدبودار ذرّوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے، ایسا برہمن وغیرہ ورنوں کا نہیں، اس لئے برہمن وغیرہ اعلےٰ ورنوں کے ہاتھ کا کھانا چاہیئے اور چنڈال وغیرہ نیچ بھنگی چمار وغیرہ کے ہاتھ کا نہ کھانا چاہیئے۔" (ستیارتھ پرکاش باب ۱۰)

یہ ہے ان سوامی جی کا فتوےٰ جن کو آریہ سماجی اچھوتوں کا نجات دہندہ کہکر انھیں ورغلاتے ہیں۔ کیا کوئی آریہ سماجی سوامی جی کے اس فتوے کا جواب دے سکتا ہے؟

آپ نے مہرشی سوامی دیانند کا یہ ارشاد تو پڑھ لیا۔ اب اس بارے میں ان کے عملی نمونہ کو بھی دیکھیئے۔ کیا انہوں نے عمر بھر کسی اچھوت کے ہاتھ کا کھانا کھایا، یا کسی اچھوت کو اپنے ساتھ بٹھاکر کھانا کھلایا؟ اس کا جواب نفی میں ہے۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے، کہ سوامی جی نے کبھی بھی کسی اچھوت کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھایا، اور نہ کسی اچھوت کو اپنے ساتھ بٹھاکر کھلایا۔ کوئی کہہ سکتا ہے، کہ ایسا کبھی اتفاق نہیں ہوا، اگر اتفاق ہوتا، تو سوامی جی ضرور اچھوت کے ہاتھ کا کھا لیتے، اور کسی اچھوت کو ساتھ بٹھاکر کھلاتے۔ یہ عذر اگرچہ بالکل کمزور اور کچّا ہے، تاہم مَیں کہتا ہوں، کہ یہ بھی غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ آپ کی سوانح عمری میں لکھا ہے، کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک اچھوت کا پکا ہوا کھانا لایا گیا، تو آپ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا، چنانچہ لکھا ہے:۔

"سوامی جی نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مَیں نے کہا آپ کے واسطے کھانا ہے اور آپ نے بڑی غلطی کی، جو کالی موہن کے ہاں کا کھانا قبول کیا، کیونکہ یہ میری چشم دید بات ہے، کہ ان کے ہاں ایک بھنگن کھانا پکایا کرتی تھی۔ فرمایا، ہمیں معلوم نہ تھا۔ ہم نے ابھی ان کی روٹی میں سے ترکاری الگ نکال کر رکھی ہے۔ میں نے کہا آپ اس کھانے کو واپس کیجئے۔ فرمایا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ دغا کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ وہ تھال واپس کر کے میرے لائے ہوئے کھانے سے تناول شروع کیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بھی آ گئے، مَیں بھی موجود تھا، کہا بڑے افسوس کی بات ہے، کہ کل آپ نے قبول کیا اور آج انکار کر دیا۔ سوامی جی نے جواب دیا، کہ جو کل آپ نے بیان کیا تھا، وہ بات خلاف معلوم ہوئی۔ ہم نے سُنا ہے کہ تمہارے ہاں بھنگن کھانا پکایا کرتی ہے۔ اس نے کہا، مَیں نے کہدیا تھا، کہ ہم ہر ایک کے ہاتھ کا کھا لیا کرتے ہیں۔ میرے اس کہنے پر آپ نے مان لیا تھا۔"

(جیون چرتر سوامی دیانند جی صفحہ ۴۳)

سوامی جی کے اس عملی نمونہ کی موجودگی میں بھی اگر کوئی اس بات پر اصرار کرے، کہ آپ نے اچھوتوں کے ساتھ کھانے یا ان کے ہاتھ کا تیار کیا ہوا کھانا کھانے کی اجازت دی ہے، تو کیا ایسے شخص کی ضد اور ہٹ دھرمی میں کوئی شُبہ رہ جاتا ہے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے، کہ سوامی دیانند نے کہیں یہ لکھا ہے، کہ اچھوتوں کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں، تو یہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اَور دکھانے کے اَور" کا مصداق ہوگا۔

اچھوتوں کے ہاتھ سے کھانے کے بارے میں آپ ہندو دھرم کی تعلیم پڑھ چکے۔ اب اچھوتوں کے پانی کا حکم بھی ملاحظہ فرمائیے۔

"جس کوئیں سے چنڈال کا برتن چھو جائے اس کوئیں کے پانی کو جو شخص پیتا ہے وہ گائے کا پیشاب اور جَو کھا کر تین رات کے بعد پاک ہوتا ہے۔" (اتری سمرتی صفحہ ۱۸۱)

۲۔ "جو شخص لاعلمی میں اچھوتوں کے تیرتھ، تالاب، ندی وغیرہ کا پانی پیتا ہے۔ وہ پنچ گویہ[1] پینے سے شُدھ ہوتا ہے۔" (اتری سمرتی شلوک ۲۴۵)

۳۔ "اگر برہمن، کھشتری، ویش لاعلمی کی حالت میں چنڈال کی باولی میں سے پانی لے لیویں، تو سارے دن بھوکے رہ کر ایک دن میں شدھ ہو جاتے ہیں۔" (شلوک ۱۴۷)

۴۔ "جس کوئیں میں چنڈال کے برتن کا پانی گر گیا ہو اس کوئیں کے پانی کو پینے سے تین دن تک گائے کا پیشاب اور جَو کا بھوجن کرنے سے شدھ ہو جاتا ہے۔" (شلوک ۱۶۳)

۵۔ اگر کوئی برہمن بغیر جانے ہوئے چنڈال کے گھڑے کا پانی پی لیتا ہے اگر اس نے پانی پیکر اسی وقت قے کر دی تو وہ تین دن برت کرنے سے شدھ ہوگا لیکن اگر وہ پانی باہر نہ نکال سکے تو پھر اُسکی شدھی پُن برت سے ہوگی۔" (شلوک ۱۶۴)

نہ صرف یہ کہ اچھوتوں کے ہاتھ کا کھانا اور ان کا پانی ہی ناپاک ہے، بلکہ ہندو دھرم میں اچھوتوں کے ساتھ محض چھو جانا بھی پاپ ہے۔ اگر کوئی ہندو کسی اچھوت کے ساتھ چھو جائے، تو ہندو دھرم اُسے پاپی ٹھہرا کر اس کی سزا تجویز کرتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

۱۔ "جس برہمن نے درخت پر چڑھکر پھل کھایا اور اسی وقت درخت کی جڑ کو کسی اچھوت نے چھو لیا، تو اس برہمن کو کفارہ ادا کرنا چاہیئے۔ دوسرے برہمنوں کی اجازت سے کپڑوں سمیت نہائے، اور ایک دن بالکل فاقہ کرے اور اس کے بعد گھی پیئے تب اس کا پاپ دُور ہوگا۔" (اتری سمرتی ۱۷۶)

۲۔ اگر برہمن اور چنڈال ایک درخت پر چڑھکر اس کے پھل کھائیں، تو اس برہمن کا کفّارہ یہ ہے کہ برہمنوں کی اجازت سے کپڑوں سمیت نہائے اور ایک دن روزہ رکھے اس کے بعد پنچ گویہ (گائے کا پیشاب۔ گوبر۔ دودھ۔ گھی۔ دہی) پیئے تب جا کر اسکی

[1] پنچ گویہ۔ گائے کا دودھ۔ دہی۔ گوبر۔ پیشاب۔ گھی۔

شدھی ہوگی۔" (اتری سمرتی شلوک ۱۷۷)

اچھوتوں کے ساتھ چھو جانے کے متعلق ہندو دھرم کے یہ پرانے فتوے ہیں۔ اب ذرا حال کے "مصلحین" کا فتویٰ بھی سُن لیجئے۔ پنڈت وشنو متر آریہ اپدیشک فرماتے ہیں:۔

"برتی ورادی کہیں گے کہ غلیظ کام کرنے والا نہا دھو کر آئے تو ہمارے ساتھ مل کر کیوں نہ بیٹھے؟

Digitized by Khilafat Library

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک کوٹھری میں صبح کے دس بجے تک برابر ٹٹی جاتے رہیں اور گیارہ بجے دھلوا لیا کریں۔ کوئی آدمی اس میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح جو آدمی صبح سے لیکر دوپہر تک سینکڑوں گھروں کی ٹٹی صاف کرتے ہیں جن کے ناک اور دماغ میں غلاظت کے پرمانو رسے ہوئے ہیں۔ بلکہ جن کے مانس اور خون تک میں ٹٹی کے ذرات بھرے ہوئے ہیں۔ وہ ایک دو گھڑے پانی جسم پر ڈال کر کیسے شدھ ہو سکتے ہیں۔ اتنے چھوت چھات کے پکش پاتی سب شاستر ہی ہیں اور سوامی دیانند جی نے بھی اس کو سویکار کیا ہے۔ چنڈال آدمی کی غلاظت اس قسم کی نہیں کہ صرف ایک دفعہ نہانے اور کپڑے دھونے سے دور ہو جائے۔ کیونکہ ان کا شریر بھی ور گندھ سے بنا ہوا ہے۔" (پرکاش ۱۳ اگست ۱۹۲۲ء)

کھانے پینے اور باہمی ملنے جلنے کے بعد تمدن میں رشتہ ناطہ کا سوال آتا ہے۔ ایک اونچی ذات کا ہندو خواہ کتنا آزاد خیال ہو جائے، اس کے دل سے ادنیٰ ذاتوں کی نفرت کبھی دور نہیں ہو سکتی اور وہ ہرگز یہ بات گوارا نہیں کر سکتا، کہ اس کی لڑکی کی شادی کسی اچھوت کہلانے والے لڑکے سے، یا اس کے لڑکے کی شادی کسی اچھوت کہلانے والی لڑکی سے ہو جائے۔ ان دونوں صورتوں میں سے یہ تو شاید بعض حالات میں ممکن ہو کہ کوئی اعلیٰ ذات کا ہندو کسی اچھوت کی لڑکی لے لے، مگر یہ تو کسی صورت میں نہیں ہو سکتا، کہ کسی اچھوت لڑکے کو کوئی اعلیٰ ذات کا ہندو اپنی لڑکی دیدے۔ ہندوستان میں اچھوت ادھار کی گذشتہ تاریخ پر ایک سرسری نظر

ڈالنے سے معلوم ہوجاتا ہے، کہ اس تحریک کے بڑے بڑے حامی بھی اچھوتوں سے رشتہ ناطہ کے معاملہ میں ظاہری رواداری دکھلانے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ اور باتوں مثلاً اچھوتوں کے ہاتھ کا کھانے پینے یا ان سے میل جول رکھنے میں تو بعض لیڈر دل کڑا کرکے کچھ رواداری دکھا بھی دیتے ہیں، اور بعض اوقات پبلک جلسوں یا تقریبوں میں اچھوتوں کو دکھانے کے لئے ان کے ساتھ مل بیٹھتے ہیں، گو گھر جاکر اس گندگی کو دُور کرنے کیلئے انہیں نہانا ہی پڑے، مگر رشتہ ناطہ کے معاملہ میں تو کسی کو ظاہری دکھاوے کی بھی جرأت نہیں ہوئی۔ یہ دراصل ایک ہی معیار ہے، جس سے ہندوؤں کی اچھوتوں کے متعلق ذہنیت کی تبدیلی کا صحیح علم ہوسکتا ہے۔ اچھوتوں کے لئے نئے مندر بنوانا کچھ مشکل نہیں ہے، کیونکہ یہ صرف چند پیسوں کے خرچ کا سوال ہے، ان کو بعض جگہ اپنے مندروں میں داخل ہونے کی اجازت دیدینا بھی کچھ بڑی بات نہیں ہے، کیونکہ اس سے کچھ نقصان نہیں ہوتا، اخبارات میں پراپیگنڈا کے لئے اگر کبھی ایک دو دن کے لئے اچھوتوں کو مندروں میں داخلہ کی اجازت بھی مل جائے، تو یہ کھیل محض ایک تماشہ کی حیثیت رکھے گا۔ اچھوتوں کو پانی کی باولیاں بنا دینا بھی کوئی بڑی بات نہیں، بلکہ ان کو اپنے کنوؤں سے پانی لینے کی اجازت بھی بادلِ ناخواستہ دینے میں کوئی خاص بات نہیں۔ اصل چیز تو رشتہ ناطہ ہے۔ یہی چیز ہے، جس سے دو قوموں کے تمدن کی باہمی مساوات کا پتہ چل سکتا ہے۔ مگر یہ کس قدر حیرت انگیز بات ہے، کہ اعلیٰ ذات کے ہندو باوجود اچھوتوں کو ہندو دھرم کا انگ کہنے کے ان سے رشتہ ناطہ کے تعلقات قائم کرنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوتے۔ کیا یہ صریح اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ اچھوت ادھار کی تحریک سراسر اچھوتوں کو دھوکہ میں رکھنے کے لئے چلائی گئی ہے۔ اور ہندو اب بھی اچھوتوں کو وہی کچھ سمجھتے ہیں، جو ان کی مذہبی کتابوں میں لکھا گیا ہے۔ ذیل میں ہم اچھوتوں سے رشتہ ناطہ کرنے کے احکام ہندو دھرم کی کتابوں سے پیش کرتے ہیں:۔

۱۔"جو برہمن شودروں سے کھانا پکواتا ہے، یا جس کی عورت ہی اچھوت ہو، وہ برہمن پتروں اور دیوتاؤں سے ردّ کیا گیا ہے اور مر کر وہ رونام نرک میں جائیگا۔"

(اتری سمرتی شلوک ۳۲) Digitized by Khilafat Library

۲۔"کسی اتہاس میں نہیں پایا جاتا کہ مصیبت کے وقت بھی برہمن یا کھشتری نے کسی شودر کی لڑکی سے شادی کی ہو۔" (منو ۳/۱۴)

۳۔"دوج (برہمن۔کھشتری) اگر محبت کی وجہ سے اچھوت لڑکی سے بواہ کرے تو وہ اپنی اولاد اور سارے خاندان کو جلدی ناش کر دیتا ہے۔" (" شلوک ۱۵)

یہ چند شلوک میں نے وہ لکھے ہیں جن میں ان دوجوں کی سزا بیان کی گئی ہے۔جو کہ شودر کی کنیا سے بواہ کریں لیکن اگر کوئی شودر وید اور شاستر پڑھکر ودوان بھی ہو جائے تب بھی شاستر اس بات کی آگیا نہیں دیتے کہ کسی دوج کی کنیا سے بواہ کر سکے۔لیکن اگر وہ کسی کنیا سے شادی کرتا ہے، تو شاستروں نے اس کی سخت سزا بتائی ہے کہ جس کو پڑھکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔چنانچہ لکھا ہے، کہ:۔

۱۔"شودر اگر دوجوں کے متعلق توہین آمیز کلمات بولے اور سختی سے حملہ کرے تب جس عضو سے وہ حملہ کرے راجہ اس عضو کو کٹوا دے۔اور اپنے سے اونچی ذات کی عورتوں سے اگر شودر بھوگ کرے تو اس کا لنگ کٹوا دے۔" (گوتم سمرتی ص۱۲)

۲۔"برہمنی کے پیٹ اور شودر کے نطفہ سے جو لڑکا پیدا ہو اس کو کسی دھرم کا حق نہیں ہے۔" (گوتم سمرتی ص۹)

اگر ہمارے آریہ سماجی بھائی جو آجکل اچھوتوں کو پھنسانے کے لئے اپنے دھرم کے خلاف بھی عمل کر رہے ہیں، یہ کہیں کہ گو سناتن دھرم اچھوتوں کے ساتھ رشتہ اور ناطہ کی آگیا نہیں دیتا، لیکن آریہ سماج کے بانی اور آریہ سماج کی یہ تعلیم ہے کہ اچھوتوں کو شدھ کر کے اپنی برادری میں شامل کرنے کے بعد وہی حقوق ان کو حاصل ہو جاتے ہیں، جو ایک پیدائشی ہندو کو،

اگر کوئی اچھوت وید پڑھکر ودوان ہوجائے، تو آریہ سماج اس کی شادی کسی اونچے ورن میں کرسکتی ہے۔ تو مَیں کہونگا کہ یہ دعوٰے بھی آریہ سماج کا بے بنیاد ہے۔ کیونکہ سوامی جی مہاراج کا فتوٰی اس کے خلاف ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے، کہ:۔

"آپ ایک جگہ لیکچر دے رہے تھے۔ ایک شخص چنڈی پرشاد نے آپ سے پوچھا، .... کہ اگر کسی چمار یا بھنگی یا قصائی نے ودیا حاصل کی ہے، اگر وہ چاہے کہ مَیں کسی برہمن کے گھر میں شادی کر لوں، تو یہ امر برہمن کو بھی لازم ہے یا نہیں، کہ وہ اپنی کنیا اسے بواہ دے؟

سوامی جی نے فرمایا کہ واقعی اگر ان چھوٹے پیشہ والوں میں سے کسی نے ودیا حاصل کیا ہو تو مثل پنڈت کے۔ لیکن بہ سبب اس کے کہ اس نے ایک عرصہ تک رذیل پیشہ کے آدمیوں میں پرورش پائی ضرور ہے، کہ بُوئے رذالت اس کے دماغ سے نہ جائے، تو منسوب ہونا اس کا دختر برہمن سے مناسب نہیں۔" (جیون چرتر سوامی دیانند صفحہ ۲۶۹ و ۲۷۰ مصنفہ پنڈت لیکھرام جی)

سوامی جی کا یہ ارشاد آریہ سماج کی اچھوت ادھار کی تحریک کی قلعی کھول کر دیتا ہے۔ امرِ واقعہ یہی ہے، کہ ہندو خواہ کتنا بھی تعلیمیافتہ، مہذّب، اور آزاد خیال ہوجائے، اسکے دل سے اچھوتوں سے وہ نفرت جو اُسے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہے، کبھی دور نہیں ہوسکتی۔ پس یہ کیونکر باور کیا جاسکتا ہے، کہ ہندو دھرم اچھوتوں کو کسی قسم کی مجلسی یا تمدّنی مساوات دینے کو تیار ہے۔ ہاں اگر کوئی مذہب اچھوتوں کو حقیقی رنگ میں اپنے اندر جذب کرسکتا ہے، تو وہ صرف مذہب اسلام ہے، جس کی تعلیم کا بنیادی اصول ہی مساواتِ نسلِ انسانی ہے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید سچائی ہے، کہ لاکھوں اچھوت اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام نے ان کو وہ سارے حقوق دیئے، جو ایک پیدائشی مسلمان کو حاصل ہیں۔ اسلام کی اس خوبی کا اعتراف اسکے مخالفین نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ آریہ سماجی اخبار "پرتاپ" لاہور لکھتا ہے:۔

"شمال مغرب کی طرف سے اسلام کا حملہ ہوا، ہندو لوگ ذات پات اور اونچ نیچ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹے پڑے تھے۔ ان کو ایکتا میں باندھنے والا ایک بھی سوتر اور دھاگہ نہ تھا۔ پس وہ اس حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ اسلام ان کروڑوں اچھوتوں اور شودروں کے لئے رحمتِ ربانی تھا، وہ ان کو انسانی مساوات کا حق دیتا تھا، پس یہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔ داعیانِ اسلام جب بنگالہ میں پہونچے، تو نیچ ذات کے ہندو وہاں کے اصلی باشندے جو ہندوؤں کے مذہب سے قریبًا قریبًا خارج سمجھے جاتے تھے، اور اپنے آرین سرداروں کے ہاتھوں طرح طرح کی ذلّتیں اور اذیتیں اٹھاتے تھے، مسلمانوں کی طرف اپنے ہاتھ اُٹھا کر بڑھے۔ ان لوگوں کے نزدیک جن میں مفلس مچھلی پکڑنے والے اور شکاری اور ادنیٰ اقوام کے کاشتکار تھے، اسلام ایک اوتار تھا، جو آکاش سے ان کے لئے اُترا تھا۔ وہ حکمران قوم کا مذہب تھا جس کے پھیلانے والے وہ باخدا لوگ تھے، جو توحید اور سب انسانوں کے برابر ہونے کا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے، جس کو سب لوگ ذلیل اور حقیر سمجھتے تھے۔"[۱]

سر چھوٹو رام نے پنجاب کونسل میں تقریر کرتے ہوئے ۱۹۳۲ء میں فرمایا:-

"دنیا بھر کے مذاہب میں اسلام ہی ایک مذہب ہے، جو تمام انسانوں کو مساوات کا درجہ دیتا ہے۔ اور مذہبی میدان میں کسی کو چھوٹا یا بڑا نہیں سمجھتا۔ اور اسلام نے ہی اچھوتوں کے سوال پر بالواسطہ یا بلا واسطہ اثر کیا ہے۔"

پس اگر ہندوستان میں اچھوت کی لعنت کو کوئی مذہب دور کر سکتا ہے، تو وہ صرف اسلام ہے۔ جو لوگ خود غرضی سے بالا ہو کر صرف ہندوستان کی اس مصیبت کا علاج کرنا چاہتے ہیں، ان کا فرض ہے، کہ وہ اچھوتوں کو اسلام قبول کرنے کا مشورہ دیں، اور ہندو دھرم کی پناہ لینے کا مشورہ دینے والوں کا مقصد صرف خود غرضی ہے، اس کے سوا کچھ نہیں۔

[۱] پرتاپ - ۱۱ر نومبر ۱۹۲۸ء۔

اقتباسات

Digitized by Khilafat Library

یورپ میں مذہبی توہم پرستی :-

سنڈے سٹیٹسمین مورخہ ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۴۰ء میں ایک مضمون "نرالے فرقے اور مذاہب" کے زیر عنوان شائع ہوا ہے۔ اسے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ یورپ، جسے تہذیب و ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے، وہ بھی مذہبی لحاظ سے انتہائی توہم پرستی میں مبتلا ہے، اور علم و عمل کی روشنی اسے ابھی تک اس تاریکی سے نہیں نکال سکی۔ ذیل میں اس مضمون کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے :-

یہ زمانہ عجیب و غریب مذہبی فرقوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے، کہ ہمیشہ ہی نئی سے نئی مذہبی تحریکیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جن میں سے بعض تو لوگوں میں دلچسپی اور شوق پیدا کرنے میں ناکام رہنے کی وجہ سے جلد ہی اپنی موت آپ مر جاتی ہیں۔ اور بعض اپنے مخصوص عقائد کو تمام دنیا میں پھیلانے والے متبعین کی ایک اچھی خاصی تعداد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ ان نت نئے نکلنے والے مذہبوں کی بناء اگرچہ صنفِ نازک کے کسی فرد نے نہ بھی رکھی ہو، تب بھی انہیں عموماً صنفِ نازک کی طرف سے کفالت اور مالی مدد ملتی ہے۔ اس سلسلہ میں مَیں یہ بیان کر سکتا ہوں کہ ایک موقعہ پر مَیں ایک چھوٹے سے ہوٹل میں ایک بڑھیا سے ملا۔ جس نے مجھے بتایا، کہ جب یسوع مسیح دنیا میں دوبارہ آئیں گے، تو ان کی یہ بعثت عورت کی شکل و صورت میں ہو گی۔ اس عورت سے ایک لمبی گفتگو کے بعد مَیں نے محسوس کیا، کہ وہ دیانتداری سے قطعی طور پر یہ یقین رکھتی ہے، کہ ممکن ہے، کہ وہ خود ہی برگزیدہ مسیح بن جائے۔

مغربی دنیا نرالے فرقوں سے بھری پڑی ہے۔ مثلاً جرمنی میں "مقدّس کوٹنے والوں" کا

ایک فرقہ ہے، جس کے پیرو یورپ و امریکہ میں پائے جاتے ہیں۔ یہ ایک سخت غیر مقلد فرقہ ہے، جس کا یہ دعویٰ ہے، کہ اسے کلیسائے انگلستان کے ابتدائی مخالفین سے حد درجہ روحانی توارد حاصل ہے۔ ان کی عبادتیں اس درجہ سادہ ہیں، جتنی متصور ہو سکتی ہیں۔ اور اثر اندازی کے لئے وہ زیادہ تر اپنے خطبات کی طاقت و قوت پر اعتماد کرتے ہیں۔ "پبلک اعترافِ گناہ" کا طریق ان کے ہاں رائج ہے۔ حبس دم اور دیگر دماغی ورزشوں کے ذریعہ یہ "جھومنے والے" اپنے تئیں حالتِ وجد میں لے آتے ہیں۔ یہانتک کہ وہ زمین پر لوٹنے اور جذبات کے شدید ہیجان سے تلملانے لگتے ہیں، اور جتنے زیادہ وہ تلملاتے ہیں، اتنا ہی زیادہ یہ سمجھا جاتا ہے، کہ یہ مقدس رُوح سے معمور ہیں۔

کئی سال گذرے، کہ زیچوسلواکیا کے دارالخلافہ پراگ میں مجھے ایک ایسے مذہبی ادارہ میں جانے کا اتفاق ہوا، جو اپنے تئیں "الٰہی فرزند" کہلاتے ہیں، اس فرقہ کے پیرو قدیم ناروی دیوتا ووڈن (Woden) کی پوجا کرتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا، کہ بہشت صرف ایک شاندار میدانِ جنگ ہے، جس میں بہادر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہوتے ہیں۔ اور ہر روز شام کو "قصرِ شہداء"[1] میں مقتولوں کو نئی زندگی دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ اگلے دن کی لڑائی شروع کر سکیں۔ مجھے بتایا گیا، کہ "الٰہی فرزندوں" کی تعداد تین ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ وہ شادیاں کرتے ہیں، اور اپنے کلیساؤں میں ان کے اپنے رسوم کے مطابق انہیں اصطباغ دیا جاتا ہے۔

یوروشلم میں حبشی کلیسا کا ایک گرجا ہے۔ اس مسیحی فرقہ کے پیرو ہر مہینے کرسمس مناتے ہیں۔ یہ لوگ ایک ایسے دیوتا کی بھی پوجا کرتے ہیں، جو حبشیوں کو آسمان میں ایک خاص مقام عطا کرتا ہے۔ ہر چند کہ بڑی فراخدلی سے انہیں یہ بھی تسلیم ہے، کہ دوسری قومیں بھی بہشت میں داخل ہو سکتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

تمام مذہبی فرقوں میں سب سے طرفہ فرقہ آئیسس (Isis) کے پوجاریوں کا ہے۔

---

[1] ناروے کی دیومالا میں یہ اس قصر کا نام ہے، جس میں مقتول سورماؤں کی روحیں جمع ہو کر جشن مناتی ہیں۔

اسکی شاخیں قریباً تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اسکی بنا میکسیکو کے بادشاہ شہنشاہ میکسی میلین کے بیٹے ولیم برائٹ ویل (William Bright well) نے ڈالی تھی۔ اس فرقہ کے متبعین آئیسس کی قدیم مصری پوجا کو حقیقی رنگ میں بجالاتے ہیں۔ برٹش میوزیم لنڈن میں ہر سال دیوی کے مجسمہ کے سامنے ایک ہار ڈالا جاتا ہے۔ اس مذہب کے بچھتر احکام ہیں۔ جن میں سے سب سے عجیب یہ ہے، کہ مرید سیم کا استعمال نہ کریں، کیونکہ سیم کی مشابہت انسانی گردہ سے ہے۔ اور یہ چیز اکثر قدیم مذاہب میں ممنوع و حرام ہے۔

لس فریرس ایڈورنٹس (Les Freres Adorants) کے نام سے فرانس میں ایک نہایت ہی عجیب و غریب فرقہ ہے۔ اس کے پیرو کسی اکیلے منفرد خدا کو نہیں مانتے، بلکہ ان کا خیال ہے، کہ اس فرقہ میں داخل ہونے والے تمام افراد ایک عظیم الشان الوہیت کے رکن ہوجاتے ہیں، اور اس طرح فریرس ایڈورنٹ کا ہر ممبر دوسرے ممبر کا معبود ہے۔ کسی عورت کو اس کلیساء میں شامل ہونے کی اجازت نہیں۔ اور ہر ممبر کی عمر چالیس سال سے زاید ہونی ضروری ہے۔

Digitized by Khilafat Library

ہیٹن گارڈن (Hatton Gorden) لنڈن میں سینٹ پیٹر کے چھوٹے سے گرجے میں اطالوی فرقہ سے متعلق سیاہ لبادوں میں ملبوس عورتیں اور حلقہ بگوش مرد ہر ایسٹر سے پہلے آنے والے جمعہ کے دن ایک عجیب نظارہ دیکھنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ ہر سال اس "مقدس ہفتہ" کی رسم ادا ہوتی ہے۔ اس میں قربانگاہ کو اُودے اور سیاہ پردوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ درمیان میں ایک چبوترہ پر سیاہ رنگ کی صلیب رکھی ہوتی ہے، جس پر مسیح کا مجسمہ لٹکتا رہتا ہے۔ ایک خطاب اور مسیح کے مصائب کی چودہ تصویروں کی پرستش کے بعد رسم کا افتتاح ہوتا ہے۔ راہب اور اس کے نائب جُبّوں اور گردن سے کندھوں اور نیچے گھٹنوں تک لٹکنے والے لباسوں میں ملبوس، دھیرے دھیرے صلیب گاہ (Calvary) کی طرف بڑھنا شروع ہوتے ہیں، اور سیڑھیوں سے چڑھکر قربانگاہ پر صلیب کے قدموں میں

جا ٹھہرتے ہیں۔ راہب مجسّمہ کے ہاتھ پاؤں کے ناخنوں کو کھٹکھٹاتا ہے۔

قریبًا اسی قسم کی لیکن حقیقت سے بہت زیادہ قریب رسم جنوبی کولوریڈو اور میکسیکو جدید کے وہ عیسائی، جو گناہوں کے کفّارہ کے لئے عقوبتِ نفس جھیلتے ہیں، ادا کرتے ہیں۔ یوم الرّماد[1] کو میکسیکو کے باشندے اور دو گلے اپنا کام چھوڑ کر "تائب برادری" کے خفیہ گرجا میں جاتے ہیں۔

ہر گرجہ میں جماعت کا بڑا بزرگ ان رسوم کی صدارت کرتا ہے، جو ایسٹر کے قبل کے چلّہ[2] سے پہلے ادا کی جاتی ہیں، اور جن میں یہ لوگ مسیح کے مصائب کی حقیقی رنگ میں نقل کرتے ہیں۔ تمہید کے طور پر ہر ایک "تائب" کسی اُسقف کے سامنے جھکتا ہے، جو شیشہ کے ایک نوکدار ٹکڑے سے اسکی کمر پر صلیب کا نشان بناتا ہے۔ اور یہ زخم ایسٹر تک ارادۃً تازہ اور کھلے رکھے جاتے ہیں۔

مقدس ہفتہ[3] کے اثناء میں "تائبین" اپنا شاندار ڈرامہ کرتے ہیں۔ ایک پہلے ہی سے منتخب مسیح کو ایک پہاڑی پر لیجایا جاتا ہے۔ راستہ بھر اُسے کوڑے مارے جاتے ہیں۔ اور چوٹی پر پہونچکر اسے ایک صلیب سے باندھ دیا جاتا ہے۔ صلیب پر اچھی طرح لٹکانے کے بعد وہ مصنوعی مسیح مروّجہ دستور کے مطابق کہتا ہے: "خدا کی محبت کے واسطہ! مجھے رسیوں سے نہیں کسو! بلکہ کیلوں سے جڑ دو!! رسیوں سے نہیں، خدا کی محبت کا واسطہ، مجھے کیلوں سے جڑ دو"

Digitized by Khilafat Library

---

[1] عیسائی چلّہ کا پہلا بدھ، جس دن رومن کیتھولک تائبین کے سروں پر راکھ لگاتے ہیں۔

[2] ایسٹر سے قبل چالیس دن کا زمانہ جس میں سوائے اتوار کے ہر روز مجاہدہ نفس کیا جاتا ہے اور روزہ رکھا جاتا ہے۔

[3] ایسٹر کے اتوار سے پہلے کا ہفتہ جسمیں عیسائیوں کے نزدیک حضرت مسیح کی رجعت ہوئی تھی۔

اور اس اثناء میں دوسرے "تائبین" مذہبی دیوانگی کے ہیجان میں عجیب وغریب دعائیں بڑبڑاتے اور اپنے آپ کو خاردار کوڑے مارتے ہوئے اس کے گرد ڈکتے پھرتے ہیں۔ رسم کے اختتام پر اس مصنوعی مسیح کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے واپس گرجا میں لے جاتے ہیں، جہاں اسے مناسب طریق پر جلایا جاتا ہے۔ ایسے مصنوعی مسیح بننے والے امیدواروں کی کبھی کمی محسوس نہیں کی گئی۔ بلکہ اس خدمت کی سرانجام دہی کی عزت حاصل کرنے کے لئے "تائبین" کی آپس میں لڑنے جھگڑنے تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔

یہ تو صرف ان بہت سی عجیب وغریب رسموں میں سے ایک ہے، جن کے آغاز کا دامن کہا جاتا ہے، کہ سینٹ فرانسس کے تیسرے سلسلہ کی رسوم سے جا ملتا ہے، جو بگڑ کر ایذا رسانی کا ایک طریق بن گئیں، جس کا بنیادی اصول یہ ہے، کہ ان تمام مصائب کی پوری پوری نقل کیجائے جو مسیح پر گذریں ‌‌‌۔

Digitized by Khilafat Library

یونن میں اسلام :۔

[رسالہ "مسلم ورلڈ" امریکہ کے تازہ پرچہ میں ایک عیسائی مشنری پال اے کونٹنٹونے چین کے صوبہ یونن میں اپنے تبلیغی دورہ کی روئداد لکھی ہے، جس میں وہاں کے مسلمانوں کے تعلیمی حالات وغیرہ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ دورہ میں انہیں ایک جگہ ایک تعلیمیافتہ چینی مسلمان سے ملنے کا اتفاق ہوا، جس کے متعلق مضمون نگار لکھتے ہیں، کہ اسکا احمدی عقائد کی طرف میلان تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن دنیا کے ہر گوشہ میں پہونچ گیا ہے، اور تعلیمیافتہ مسلمان ہر جگہ اس سے متاثر ہوئے ہیں، اور عیسائیت کے مقابلہ میں احمدیت کے پیشکردہ دلائل سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس مضمون کا ایک حصہ درج ذیل ہے :۔ (ایڈیٹر)]

صوبہ یونن جو کبھی چین کا سوئٹزرلینڈ کہلاتا تھا، انتہائی جنوبی مغربی حصہ میں جہاں برما اور انڈوچینا کی سرحد ملتی ہے، واقع ہے، یونن میں مسلمانوں کی آبادی دس سے بیس لاکھ تک ہے۔

جب ہمارا مشن اس صوبہ میں اپنے کام میں مشغول تھا، تو یہاں کے مسلمانوں کی آبادی، اور ان کی جغرافیائی تقسیم کی نقشہ نویسی کا کام ہم لوگوں کے سپرد ہوا، تبلیغ کے سلسلہ میں پچھتر شہروں اور گاؤں میں ہم لوگوں نے وعظ کہے، اور بعض جگہوں میں کئی کئی دن رہے۔ ایک زمانہ میں یہاں مسلمانوں کی بڑی آبادی تھی، اور وہ با اثر تھے، لیکن ۱۸۶۷ء کی بغاوت سے ان کی طاقت اور تعداد کو سخت نقصان پہونچا، ہماری تحقیقات کے مطابق یونن کے پورے صوبہ میں مسلمان ۲۵۰۰۰۰ سے زیادہ نہیں ہیں، اور صوبہ کے مغربی اور مشرقی حصّوں میں ان کی چھوٹی چھوٹی آبادیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان کے گذشتہ مذہب کے زوال نے انہیں شمالی مغربی مسلمانوں سے بہت زیادہ روادار اور ترقی پسند بنا دیا ہے۔

قریب قریب تمام مسجدوں سے متعلق ابتدائی اور ثانوی اسکول ہیں جنھیں دیکھکر بڑی حیرت ہوتی ہے، ان میں حکومت کے صیغہ تعلیمات کے شرائط کو پورا کرنے کے لئے پورا چینی نصاب بھی داخل ہے، صوبہ کے انتہائی گوشوں میں بھی طلبہ میں ایک تہائی لڑکیاں ہیں، حکومت نے جب مسلمانوں کے لئے بھی چینی تعلیم جبری قرار دی تو ان کے آہنگوں (لیڈر اور رہنما) نے جدید تعلیم کے خوف سے اپنے مدرسوں کو مسجدوں سے متعلق کر دیا، اور جہاں تک ہو سکا، ان میں مسلمان معلّمین مقرر کئے، محکمۂ تعلیم سے اس شرط پر اس کی اجازت ملی، کہ عربی، اسکول کے تعلیمی گھنٹوں کے بعد پڑھائی جائے۔

ہم نے تبلیغ کے سلسلہ میں تقریبًا ستر مسجدوں کا دورہ کیا، ہر جگہ آہنگ اخلاق سے پیش آئے، اور بعض جگہوں پر بحث و گفتگو کے لئے دوبارہ دعوت دی، بعضوں نے خط و کتابت جاری رکھنے کی درخواست کی۔ ایک مقام پر ایک آہنگ نے مجھ سے جمعہ کے خطبہ کے لئے اصرار کیا، میں نے اس سے معذوری ظاہر کی، لیکن بشارت کا کافی لٹریچر اس کے حوالہ کر دیا، تاکہ وہ انہیں نماز کے اوقات میں لوگوں کو سنایا کریں۔ ستر یا اس سے زیادہ آہنگوں سے میری ملاقات ہوئی، ان میں صرف تقریبًا دس چینی زبان پڑھ سکتے تھے، اور بیس فیصدی اتنی عربی جانتے تھے، کہ غیر قرآنی ادب بھی پڑھ اور سمجھ سکتے تھے، تین حاجی بھی ملے، ان میں ایک پورا تعلیم یافتہ جامع ازہر مصر اور ایک چینی یونیورسٹی کا گریجوایٹ بھی تھا اور ایک بڑے ضلع کی مسجد کے معزز عہدہ آہنگ پر سرفراز تھا، احمدی عقائد کی طرف اس کا

میلان تھا، اس نے بائبل کبھی نہیں پڑھی تھی، اور نہ اس کا تعصب اسے اسکی تعلیمات پر غور کرنے کی اجازت دیتا تھا۔ مَیں نے عیسوی صحیفہ کے متعلق ہر آہنگ کے خیالات معلوم کئے، انہوں نے وہی پرانی باتیں دُہرائیں، اکثر ان کے ایک ہی بیان میں تضاد پایا جاتا ہے، ایک آہنگ کا اصرار تھا، کہ عیسٰے علیہ السلام انجیل اپنے ساتھ جنت میں لے گئے، پھر یہ بھی کہتا تھا، کہ حضرت عیسٰے جس گھر سے فرار ہوئے تھے، اسی گھر میں انجیل جلادی گئی تھی، یہ خیال بھی اس نے ظاہر کیا، کہ تمہاری کتاب اصلی حالت میں نہیں ہے، تم لوگوں نے اس میں بہت کچھ رد و بدل کیا ہے، اور ہمارا قرآن تمام آسمانی کتابوں سے افضل اور برتر ہے۔

ایک دن جب ہم ایک بڑے گاؤں کو چھوڑ رہے تھے، کہ ایک مڈل سکول کا لڑکا ہمارے پاس آیا، اور کہنے لگا، کہ میں عیسائی ہو گیا ہوں، اور اپنی مختصر سرگذشت بتائی کہ کچھ دنوں تک مجھے ایک ایسے شہر میں رہنے کا اتفاق ہوا، جہاں کچھ مسلمان عیسائی ہو گئے تھے، ان کی زندگی کے انقلاب کو دیکھکر میں نے بھی عیسوی مذہب قبول کر لیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے، کہ نوجوانوں میں تبدیلِ مذہب کی کافی صلاحیت ہے۔

Digitized by Khilafat Library

ہم نے اس تبلیغی دورے میں پرانے مسلمانوں کو حد سے زیادہ متعصب پایا۔ لیکن نوجوان نسل کے اندر تبلیغ کا پورا موقع ہے، جدید تعلیم اور اپنے ملک کی اصلاح کے شوق نے اسلام کی زنجیریں ڈھیلی کر دی ہیں، لیکن نئے اسلامی پروپیگنڈے سے ضرور خطرہ ہے، جو ممکن ہے ان پر بھی اپنا اثر قائم کرلے۔ اب یہ عیسائی چرچ کا کام ہے، کہ اس سے پہلے وہ انہیں جیت لے (مسلم ورلڈ)

وصیّتیں

نمبر ۵۷۵۔ منکہ سیّد شاہ زمان علی بخاری ولد سیّد حسن شاہ بخاری قوم سیّد پیشہ ملازمت سرکاری عمر چوالیس سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۱۶ء ساکن چونیاں ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ $\frac{9}{1319}$ حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (۱) نقد مبلغ دو ہزار روپیہ جو احمدیہ سنڈیکیٹ میں ہے (۲) اراضی ۸ گھماؤں

۴ کنال واقعہ موضع راج گڑھ سیداں تحصیل دیپالپور ضلع منٹگمری مشترکہ اراضی جدی ہیں سے میرا حصہ بنتا ہے یہ زمین قریباً بنجر ہے، اور تقسیم نہیں کی گئی۔ ابھی تک مجھے اس سے کوئی آمد نہیں ہوتی۔ میرے حصہ زمین کی اس وقت اندازاً قیمت چار سو روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں، بلکہ ماہوار آمد پر ہے، جو کہ اس وقت مبلغ ایک سو ساٹھ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں، کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو، اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:۔ سید شاہ زمان علی شاہ کلرک ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ فیروز پور۔ گواہ شد:۔ قاضی محمد رشید سیکرٹری جماعت احمدیہ فیروز پور۔ گواہ شد محمد حسین سیکرٹری مال جماعت احمدیہ فیروز پور۔

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۷۱۷:۔ منکہ اللہ دین ولد مولا داد قوم جٹ پیشہ واہی عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت پندرہ سال قریباً ساکن مانگا تحصیل پسرور ڈاکخانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۶ ۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری اسوقت جائداد غیر منقولہ از قسم مکان و زمین حسب ذیل ہے زمین ۲۸ کنال ایک عدد مکان خام معمولی اور ایک حویلی خام ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ حویلی اور مکان کی قیمت اسوقت جماعت کے عہدہ داران کے سامنے مبلغ بیس روپے رکھی گئی ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ دو روپے نقد ادا کردونگا اور زمین کا ۱/۱۰ حصہ پونے تین کنال زمین واقعہ چاہ قاضی والہ جو عمدہ زمین ہے بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہبہ کر دیتا ہوں۔ جسوقت انجمن چاہے اپنا قبضہ کرکے اسکو فروخت کر سکتی ہے ایک بیگھہ زمین میرے پاس رہن ہے جسکی قیمت یکصد روپیہ ہے اسکا بھی ۱/۱۰ حصہ یعنی -/۱۰ روپے ہیں نقد ادا کردونگا۔ میرے پاس از قسم غیر منقولہ دو راس بھینس جن کی قیمت اسوقت مبلغ -/۶۵ روپے ڈالی گئی ہے اسکا بھی ۱/۱۰ حصہ مبلغ -/۸/۶ نقد ادا کردونگا۔ کل رقم جو میرے ذمہ نقدی کی صورت میں واجب الادا ہوتی ہے وہ مبلغ -/۸/۱۸ ہے جو دو قسطوں میں ایکسال کے اندر اندر انشاء اللہ ادا کردونگا۔ اسکے علاوہ میرے پاس کوئی اور غیر منقولہ

منقولہ جائداد نہیں ہے۔ اگر میرے مرنے کے بعد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ اور بھی کوئی جائداد ثابت ہو، تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہی وصیت حاوی ہوگی۔

العبد:۔ اللہ دین نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ عبدالکریم سیکرٹری انجمن احمدیہ مانگا چانگڑیاں۔ گواہ شد:۔ مولوی غلام رسول امام الصلوٰۃ مانگا۔

Digitized by Khilafat Library

تریاق اٹھرا

دُنیائے طب کا حیرت انگیز کارنامہ

مرض اٹھرا میں رحم بہت کمزور ہو جاتا ہے اور بچہ کو سنبھال نہیں سکتا۔ عموماً تیسرے یا چوتھے مہینے میں حمل گر جاتا ہے۔ اگر بچہ پورے دنوں میں پیدا ہو بھی جائے تو بڑی عمر نہیں پاتا اور اکثر ذیل کی بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔ سبز پیلے دست، قے، پیچش، سوکھا، بدن پر چھالے پھوڑے پھنسیاں، سرخ دھبے وغیرہ **تریاق اٹھرا** اس مرض کی نہایت مجرب اور بے خطا دوا ہے۔ پس اگر خدانخواستہ آپ کے گھر والے اس مرض میں مبتلا ہوں، تو آج ہی حضرت حکیم الامت سیدنا نورالدین کی مجرب دوا **تریاق اٹھرا** دواخانہ نورالدین سے طلب کریں۔

اس دوا کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ توانا اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ۔ ایک روپیہ چار آنہ

مکمل خوراک گیارہ تولہ چھ ماشہ منگوانے کی صورت میں

قیمت فی تولہ۔ ایک روپیہ

دواخانہ نورالدین قادیان سے طلب کریں

سرمہ مبارک

شہنشاہِ طب کی بیاض خاص کا تحفہ

یہ سرمہ ککروں کو زائل کرتا ہے۔ ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں آشوب یا زخم ہو گیا ہو اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ آنکھوں میں خارش اور کھجلی ہو تو ان حالتوں میں "سرمہ مبارک" کا استعمال بہت مفید ہے۔ یہ سرمہ آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے اسکا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سرمہ کی خاص خوبی یہ ہے کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے اپنے نادر قیمتی اور نایاب گھسنے والے کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ قیمت ایک تولہ اڑھائی روپیہ۔ تین ماشہ بارہ آنے ۔

Digitized by Khilafat Library

معجون مُلَیّن

قبض ایک عالمگیر بیماری ہے۔ اسکی وجہ سے خراب، زہریلے اور متعفن مادے جسم میں جذب ہو کر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ معجون ملین کا استعمال قبض کا بہترین علاج ہے۔ اس قطعی بے ضرر معجون کا مناسب استعمال دست نہیں لاتا جس سے کمزوری پیدا ہو بلکہ بغیر مروڑ اور بے چینی کے سیدھی ہوئی اجابت کھل کر ہو جاتی ہے۔ معدہ کی خرابی اور زائد رطوبت کو دور کرنے اور پیٹ کے بڑھنے کو روکنے اور آنتوں کو مضبوط کرنے کے لئے بھی معجون ملین کا استعمال مفید ہے۔ قیمت فی تولہ دو آنہ۔

دواخانہ نور الدین رضی اللہ عنہ۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو، تو دفتر کو اطلاع دے۔

نمبر ۱۱۵۷۱:۔ منکہ گلاب دین ولد فقیر علی قوم ککے زئی افغان پیشہ پنشنر عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن کلانور ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶ ماہ تبوک ۱۳۱۹ ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی زرعی تخمیناً آٹھ گھماؤں واقع بدھن تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ہے جس میں مَیں اپنے برادرزادگان کے ساتھ نصف کا مالک ہوں مگر یہ اراضی مبلغ دو ہزار روپیہ میں رہن بافیضہ ہے اسکی قیمت اندازاً موجودہ وقت میں چار ہزار روپیہ ہے یعنی میرے حصہ کی قیمت دو ہزار روپیہ ہوئی جو رہن کی وجہ سے ہزار روپیہ میں زیر بار ہے۔ علاوہ اسکے قصبہ کلانور ضلع گورداسپور میں تین مکان سکنی ہیں جو میری واحد ملکیت ہے۔ موجودہ وقت میں ان مکانات کی قیمت دو ہزار روپیہ ہے۔ حسب تشریح بالا میری کل جائیداد کی قیمت بعد منہائی زرِ رہن اندازاً تین ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت اٹھارہ روپے دس آنے ماہوار پنشن کی صورت میں مجھے ملتا ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر مَیں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:۔ گلاب دین حال بنگلہ گوچھروالہ ڈاکخانہ سکندرآباد ضلع ملتان۔ گواہ شد:۔ افتخار احمد خان بقلم خود پسر موصی۔ گواہ شد:۔ محمد حیات خان احمدی آنریری انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:۔ اقبال احمد خان ایاز پسر موصی۔ گواہ شد: فیض محمد بقلم خود۔

نمبر :۔ منکہ بیگم عرف بیگاں بیوہ عمرالدین ولد نظام دین قوم شیخ عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن نیگہ ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۳/۱۹۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد ایک مکان مشترکہ قیمتی مبلغ دو صد روپیہ ہے جسکے مَیں ۱/۲ حصہ کی

مالک ہوں۔ لہٰذا میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتی ہوں اور نیز میری آمدنی کی کوئی سبیل نہیں۔ بلکہ میرے اخراجات زندگی کے میرے لڑکے کفیل ہیں۔ الامتہ:۔ نشان انگوٹھا بیگم عرف بیگاں۔ گواہ شد:۔ فضل دین سیکرٹری انجمن احمدیہ ننگہ۔ گواہ شد:۔ محمد عمر انور فرزند موصیہ۔

نمبر ۵۶۸۸:۔ منکہ بیگم بی بی زوجہ اللہ دتا قوم شیخ عمر تقریباً ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن ننگہ ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۳۷ ۲۵ حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔

اسوقت میری جائیداد حسب ذیل ہے مہر ۳۲/۴ روپے چار آنے اور زیور مبلغ ساٹھ روپیہ نقد مبلغ دس روپے کل جائیداد یکصد دو روپیہ چار آنہ ہوئی لہٰذا میں ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتی ہوں نیز بوقت وفات اگر اسکے علاوہ میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔ الامتہ:۔ نشان انگوٹھا بیگم بی بی۔ گواہ شد: محمد الدین سیکرٹری وصایا ننگہ۔ گواہ شد:۔ فضل الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ ننگہ۔

نمبر ۵۶۹۵:۔ منکہ مرزا عبد القیوم ولد مرزا عبد الکریم صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۲۴ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد بعد منہائی قسط -/۸/۱۲ قرضہ جو کہ میں نے ریلوے سے لیا ہوا ہے۔ اور مبلغ دس روپے پراویڈنٹ فنڈ مبلغ -/۸/۹۷ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصّہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کرتا رہونگا۔ میرے مرنے پر میری جس قدر جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ مرزا عبد القیوم سب اسسٹنٹ سرجن ریلوے ہسپتال پانی پت ضلع کرنال۔ گواہ شد:۔ مرزا عبد الکریم چغتائی والد موصی محلہ دار العلوم۔ گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل عفی عنہ کوچہ شیخاں محلہ انصار پانی پت۔

نمبر ۵۶۹۴:۔ منکہ رشیدہ بیگم زوجہ میاں محمد اسحٰق صاحب قوم ارائیں عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الفضل قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۲۴ ۱ حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ (۱) طلائی زیورات جنکی کل قیمت مبلغ تین صد روپیہ ہے

(۲) مبلغ ایکہزار روپیہ حق مہر ہے جو کہ میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے دسویں حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات کے وقت اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو تو اسکے بھی دسویں حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کل رقم وصیت یا کچھ حصّہ ادا کر دوں۔ تو وہ منہا شدہ سمجھا جاوے۔ الامۃ :- رشیدہ بیگم محلہ دار الفضل گواہ شد :- محمد اسحٰق ڈرافسمین خاوند موصیہ۔ گواہ شد :- ماسٹر مولا بخش ریٹائرڈ مدرس مدرسہ احمدیہ بقلم خود

نمبر ۵۶۹۳ :- منکہ عائشہ بیگم زوجہ سید شاہ زمان علی صاحب قوم مغل عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ماہ تبوک ۱۳۱۹ھ ۱۹۴۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے دسویں حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصّہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) حق مہر بذمہ شوہر مبلغ ایکہزار روپیہ (۲) زیورات قیمتی اندازاً سات سو روپیہ۔ الامۃ :- عائشہ بیگم۔ گواہ شد :- سیّد شاہ زمان علی خاوند موصیہ حال فیروزپور۔ گواہ شد :- قاضی محمد رشید سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ گواہ شد :- محمد حسین سیکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور۔

نمبر ۵۶۸۸ :- امام بی بی بیوہ منشی نواب علی خانصاحب قوم یوسف زئی احمدی عمر ۸۴ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۴ء ساکن پونچھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ ماہ ظہور حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) زیور طلائی و نقدی وغیرہ -/۱۴۰ روپے (۲) حق مہر میں مکان حصہ عبد الکریم خان -/۱۵۰ روپے اسکے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں۔ اس جائیداد کا ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۳ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ :- امام بی بی بیوہ منشی نواب علی صاحب۔ گواہ شد :- عبد الکریم خان پسر موصیہ۔ گواہ شد :- ڈاکٹر بشیر محمود سیکرٹری انجمن احمدیہ۔

نمبر ۵۶۸۹ :- منکہ سردار بیگم زوجہ عبد الکریم خان قوم یوسف زئی عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت

سنہ ۱۹۳۵ء ساکن پونچھ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ ماہ ظہور سنہ ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیورات -/۲۰۰ نقد بعہ مہر وصول شدہ -/۴۰۰ کل -/۶۰۰ اس کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں۔ اس جائیداد کا ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائداد اسکے علاوہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ سردار بیگم۔ گواہ شد۔ عبدالکریم خان یوسف زئی۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر بشیر محمود۔

نمبر ۵۶۹:۔ منکہ محمد امین ولد محمد الدین قوم کھوکھر پیشہ زراعت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۳۷ء ساکن لوہری والہ ڈاکخانہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت اور کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے صرف -/۲۲۶ نقد از قسم پراویڈنٹ فنڈ وضمانت نقد موجود ہیں۔ میرا گذارہ اپنی ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۳۱ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جو جائیداد بوقت وفات ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:۔ محمد امین بقلم خود۔ گواہ شد:۔ مختار احمد ملک۔ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد حیات خان احمدی ساکن ملتان

نمبر ۵۷۰:۔ منکہ امیر احمد ولد شاہ محمد قوم بھٹی راجپوت پیشہ تجارت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن اور ڈاکخانہ صدر سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸ ماہ ظہور سنہ ۱۳۱۹ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمدنی اسوقت مبلغ ۳۰ روپے ماہوار ہے جسکا دسواں حصہ تازیست ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ میری فی الحال کوئی جائیداد نہیں ہے میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اسکے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد:۔ امیر احمد احمدی دھوبی تلاؤ۔ الفاسپورٹ ہیڈ وہوس بمبئی ۲ ۔ گواہ شد:۔ عطر دین پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ بمبئی۔ گواہ شد:۔ محمود احمد عرفانی نزیل بمبئی۔

نمبر ۵۷۰۷ء:۔ منکہ منیر احمد ولد نیاز محمد صاحب قوم راجپوت ڈار پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم ماہ ظہور ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے مجھے جناب والد صاحب محترم مبلغ ۵ روپے ماہوار جیب خرچ عطا فرماتے ہیں اس رقم کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور جوں جوں بفضلہ تعالیٰ میری آمدنی بڑھتی جائیگی ہیں اس آمد کا دسواں حصہ ادا کرتا رہونگا میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور ملکیت یا جائیداد میری ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد:۔ منیر احمد۔ گواہ شد:۔ نیاز محمد انسپکٹر پولیس والد موصی گواہ شد:۔ مس الیف احمدی بنت مسٹر نیاز محمد صاحب۔

نمبر ۵۷۰۸ء:۔ منکہ نور ماہی ولد عبد الغفور قوم کشمیری ڈار پیشہ مزدوری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن ڈنگہ ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰-۸-۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے ایک مکان مالیتی پانچصد روپیہ دوسرا مکان مشترکہ جس میں میرا حصّہ مالیتی پانچصد روپیہ واقعہ محلہ طاساں قصبہ ڈنگہ ہے۔ نقد ۔/۲۸۰ روپے میرے پاس موجود ہیں کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ بارہ صد اسّی روپے ہے اسکے ۱/۸ حصّہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنیکے بعد جس قدر میری اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۸ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی جسقدر رقم حصہ وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرونگا اور سند حاصل کرلونگا کیونکہ میرے ورثاء کل غیر احمدی ہیں اسلئے مَیں اپنی زندگی میں ہی مبلغ ۱۶۰ روپے بعد منظوری وصیت داخل کردونگا۔ العبد:۔ نور ماہی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ احمد دین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈنگہ۔ گواہ شد:۔ سردار علی شاہ احمدی۔

نوٹ:۔ میری ماہوار آمد کوئی نہیں۔ جس قدر ماہوار آمد ہو گی اسکے بھی ۱/۸ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔

نمبر ۵۷۰۹ء:۔ عبد الحی ولد بابو وزیر محمد صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ واقف زندگی تحریک جدید عمر ساڑھے بیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۸ ۱۰

حسب ذیل وصیت کرتا ہوں،۔ میری اسوقت ایک کنال مشترکہ زمین دارالرحمت میں شہر سے بٹر کو جانیوالی سڑک کے کنارے پر واقع ہے زمین کی قیمت تقریبًا نوسو روپیہ ہے ابھی تک زمین کے حصہ کا فیصلہ نہیں ہوا۔ اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مجھے دفتر تحریک جدید سے پندرہ روپے الاؤنس کی صورت میں ہوتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد۔ عبدالحی واقف زندگی۔ گواہ شد۔ مرزا منور احمد واقف زندگی۔ گواہ شد۔ مشتاق احمد باجوہ واقف زندگی

نمبر ۵۷۰۳۔ منکہ اللہ دتا ولد امین الدین قوم شیخ عمر تقریبًا ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء سکنہ بنگہ ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{40}$ ۲۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری موجودہ جائداد صرف ایک مکان پختہ واقعہ قصبہ بنگہ مالیتی تقریبًا پانچصد روپیہ ہے۔ اور میرے ذمہ اس وقت قریبًا تین صد روپیہ قرضہ ہے اسکو منہا کرکے باقی موجودہ جائیداد مالیتی تخمینًا ۲۰۰/- روپیہ کی رہتی ہے۔ لہذا میں اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں بوجہ ضعیف العمری کے میری آمد وغیرہ کوئی نہیں ہے۔ اور میرے نان و نفقہ کا خرچ میرے بچوں کے ذمہ ہے نیز میری وفات کے بعد اگر اسکے علاوہ میری کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی نیز میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرا چندہ وصیت اور اخراجات تجہیز و تکفین وغیرہ جو کوئی ادا کرے اسکو حق ہوگا کہ وہ تمام خرچ میری جائداد مذکور سے وصول کرے۔ العبد:۔ اللہ دتا نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ محمد الدین سیکرٹری وصایا انجمن احمدیہ بنگہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ فضل الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ بقلم خود۔

نمبر ۵۶۹۲۔ منکہ حکم دین ولد چوہدری نبی بخش قوم جٹ پیشہ زمینداری عمرہ ۷ سال تاریخ بیعت

سنہ ۱۹۰۲ء ساکن دیال گڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴ ۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد بصورت زمین مزروعہ ۴۴ کنال ہے جس کی کل قیمت وہاں کے نرخ کے مطابق ایکہزار پچاس روپے ہے۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز موضع دیالگڑھ میں مکان خام کی صورت میں بھی میری جائداد ہے جو ہمارا رہائشی مکان ہے اسکی کل قیمت وہاں کے نرخ کے مطابق مبلغ -/۲۰۰ روپے ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ گورنمنٹ کی طرف سے مبلغ تین روپے نو آنے ماہوار پنشن ملتی ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں نیز میری وفات کے بعد جس قدر بھی میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد:۔ حکم دین حال مہاجر دارالرحمت قادیان۔ گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل دیالگڑھی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پسر موصی۔ گواہ شد:۔ غلام فرید پسر موصی دیالگڑھ۔

نمبر ۵۷۰۸:۔ منکہ مولا بخش ولد چوہدری سر بلند صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۱۲ء ساکن لودی ننگل ڈاکخانہ فتح گڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۳۹ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری غیر منقولہ جائداد ایک مکان خام واقع لودی ننگل اور زرعی زمین ۱۵ کنال ہے جو موضع کھوکھر ڈاکخانہ فتح گڑھ میں ہے جس کی تفصیل ذیل ہے۔ ملکیتی اراضی ۱۴ کنال ہے اور جو رہن ہوئی ہے ۳۸ کنال ہے جسکی قیمت جماعت احمدیہ لودی ننگل نے بالاتفاق -/۲۰۰۰ تجویز کی ہے اور اس میں رجسٹریوں کی قیمت بھی شامل کی گئی ہے۔ اور مکان کی قیمت بھی شامل ہے۔ میں اس مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ انشاء اللہ میں ۱/۱۰ حصہ جلد سے جلد تمام ادا کردونگا۔ اور رسید حاصل کرلونگا۔ اگر میری وفات کے بعد اسکے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ مولا بخش نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ میاں کرم دین پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لودی ننگل گواہ شد:۔ میاں علم دین سیکرٹری انجمن احمدیہ لودی ننگل۔

تفسیر سروری

(یعنی)

Digitized by Khilafat Library

جماعت احمدیہ کے مفسرِ قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اُردو) میں چھپتی رہی ہے، اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے۔ مگر درحقیقت اُسمیں سارے قرآنِ مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اسکے پڑھنے سے حسبِ استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کُل دو ہزار صفحے ہیں، پہلے اس کی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اس کی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینجر رسالہ ریویو (اُردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرا لیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔ مجلّد (تین جزؤں میں) اکی قیمت ساڑھے سات روپے۔

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ ریویو (اُردو) قادیان

Digitized by Khilafat Library

تریاق اٹھرا

دُنیائے طِب کا حیرت انگیز کارنامہ

حضرت حکیم الامت سیدنا نور الدین رضؓ کی مجرب دوا تریاق اٹھرا کے
استعمال سے حمل ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے اور بچہ ذہین، خوبصورت، توانا
اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں اس دوا کے
استعمال سے حمل کی تکالیف سے نجات ملتی ہے۔

قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ چھ ماشہ منگوانے کی
صورت میں۔ فی تولہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

دواخانہ نور الدین رضؓ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں **دوسروں کی زبان اور قلم سے**	لے لو ملتا ہے گوہرِ مقصود پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی **نایاب علمی خزانہ سوا روپیہ میں**

"گلدستہ تعلیم الدّین" نامی چھ سو صفحات کی ضخیم کتاب جسکو حکیم محمد عبداللطیف صاحب شہید منشی فاضل۔ ادیب فاضل نے قادیان سے شائع کیا ہے۔ انیس ۱۹ دینی۔ اسلامی تعلیمی۔ تاریخی و طبّی مضامین کا ایک بے نظیر مجموعہ ہے جسکا مطالعہ ہر مبتدی طالبعلم اور ہر منتہی عالم و فاضل کیلئے یکساں مفید ہے۔ اس کتاب میں قرآن کریم کا لفظی ترجمہ بلا مددِ استاد سکھلانے کی خاطر دو سو صفحوں پر قرآن مجید کے ایک سو پندرہ سبق اور عربی صرف و نحو کے ضروری قاعدے اور امتحانی سوالات اور مشقیں درج ہیں جن کو پڑھ لینے کے بعد "لغات القرآن" کی مدد سے صرف چار مہینہ کے اندر تمام قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کی لیاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز اکیاسی صفحوں پر حدیث شریف کی مشہور کتاب عمدۃ الاحکام (شامل نصاب مدرسہ احمدیہ، ہائی سکول و گرلز سکول) کا ترجمہ معہ تشریح اور پچاس صفحوں پر فارسی درثمین کا اردو ترجمہ اور باقی اڑھائی سو صفحات پر نہایت کار آمد اور قیمتی تعلیمی و تبلیغی مضامین اور پچاس ساٹھ مجرب طبّی نسخے درج ہیں۔ مَیں اپنے علم کی بناء پر اس بات کی پُر زور تصدیق کرتا ہوں۔ کہ یہ تمام نسخے تیر بہدف اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور دوسرے نامی گرامی حکیموں کے مجربات کا بہترین انتخاب ہیں۔ مَیں نے ان میں سے صرف ایک نسخہ ۳۱ کے ذریعہ ایک مریض کا علاج کیا جس نے دس روپیہ کی رقم بطور فیس و نذرانہ پیش کی۔ مجلد کتاب کی قیمت پہلے سوا دو روپیہ تھی اب صرف ڈیڑھ روپیہ ہے اور غیر مجلد کی سوا روپیہ"۔ المصدّق خاکسار ممتاز الاطبا حکیم شیخ محمد اسمٰعیل مولوی فاضل قادیان

۲۔ "لغات القرآن اردو مکمل" جسمیں قرآن کریم کے دس ہزار الفاظ کے کئی کئی معنے درج ہیں۔ علیحدہ منگوانے پر سوا روپیہ خرچ ہوگا۔ لیکن گلدستہ تعلیم الدین کے ساتھ صرف آٹھ آنہ میں ملیگی۔ ناپسند آنے پر ہفتہ تک واپسی کی شرط ہے۔

۳۔ خطباتِ نور جلد اول و دوم نایاب جس میں ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۰ء تک یعنی دس سالوں کے خطبات جمعہ و عیدین درج ہیں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

۴۔ طب روحانی مصدّقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس میں علم توجہ (مسمریزم) کے ذریعہ تمام بیماریوں کے علاج کا طریقہ سکھلایا گیا ہے۔ قیمت آٹھ آنہ۔

۵۔ چمکار احمدی۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مکمل سوانح عمری پنجابی نظم میں مستورات اور دیہات کے غیر احمدیوں میں تبلیغ کے لئے کار آمد حربہ ہے مصنفہ مشہور پنجابی شاعر منشی جھنڈے خاں علم مرحوم قیمت صرف ۴ر

نیز سلسلہ کی کتابیں قرآن کریم مترجم و غیر مترجم۔ حمائل شریف مترجم و غیر مترجم اور ہجری شمسی کیلنڈر ۱۹۴۱ء بھی مل سکتا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library

المشتھر حکیم محمد عبداللطیف شہید منشی فاضل ادیب فاضل دفتر گلدستہ تعلیم الدّین احمدیہ بازار قادیان شریف

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے [illegible] کیلئے قادیان سے شائع کیا)